Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

INDIAN INSTITUTE

هو خدایا دل احبا شاد ✣ به نبی و آله الامجاد ✣

تاریخ از جناب سید میر نجف علی صاحب متخلص به نجف

مثنوی رشید شد تیار ✣ گہر رشتۂ معانی سفت
ہر دو تاریخ ختم او ہاتف ✣ لذت نطق و حقیقت دل گفت
۱۲۸۹ھ ہجری

از حضرت شاہ حسین عطا صاحب سجادہ نشین سلون

چون شاعر رشید بفرمود مثنوی ✣ در سلک نظم سفت در معدن شرف
در گوش شرفی تاریخ سال او ✣ گفتا سروش فکر بود مخزن شرف
۱۲۸۹ھ ہجری

از شاہ مہدی عطا صاحب پسر کلان حضرت سجادہ نشین موصوف

گلشن شاعری رشید الدین ✣ رشک افزای عندلیب چمن
نظم فرمود مثنوی لطیف ✣ غیرت افزای سلک در عدن
جست مہدی چو سال تاریخش ✣ ہاتف گفت آب شعر و سخن
۱۲۸۹ ہجری

از عبد الواجد بہولیوی نائب مؤلف

جب ہوئی ختم مثنوی رشید ✣ سال تصنیف کا ہوا مشتاق
ہاتف غیب نے کیا ارشاد ✣ کہو اسکو ضوابط عشاق
۱۲۸۹

از رشید الدین خان صاحب مؤلف ہذا

لکھ چکا جب رشید یہ قصہ ✣ پے تاریخ فکر تھی ہر بار
ہاتف غیب نے کہی تاریخ ✣ دیکھیے مثنوی ہوئی تیار
۱۲۸۹

ایضاً

خیر سے مثنوی ہوئی جو تمام ✣ فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو
گوش دل میں کہا یہ ہاتف نے ✣ ہوئی لذات زندگی دیکھو
۱۲۸۹ھ

از امیر الدین خان صاحب

جبکہ یہ قصہ ہو چکا تحریر ✣ فکر تاریخ جو امیر نے کی
سر دل سے کہا یہ ہاتف نے ✣ الفت انگیز مثنوی ہے لکھی
۱۲۸۹ھ

از مولوی نعمت علی صاحب ساکن سنجہ

گوہر درج فصاحت مہر برج ارتفاع ✣ آب رنگ باغ فطرت بوی ریحان سخن
شاعر یکتا چو منشی رشید الدین خان ✣ نظم فرمودہ دیدہ درج در جان سخن
مثنوی نو کہ ہر شعرش ز جوہر تازہ تر ✣ ہست ہر مصرعش لطف زیب بستان سخن
عندلیب نکہت از گلزار طبع ای نعیم ✣ گفت خوش تاریخ او بوی گلستان سخن
۱۲۸۹ھ

ایضاً

چو مثنوی رشیدی باختتام رسید ✣ بسی گل دفتر آورد ہمچو نخل چمن
چو جست بلبل فکر نعیم تاریخش ✣ بگفت قمری دل بوی گلستان سخن
۱۲۸۹ھ

خاتمۃ الطبع

خدا کا شکر ہے کہ ان دنوں یہ نظم الفت انگیز مسمیٰ بہ مثنوی دل آویز منظور رشک ناسخ و شہید جناب منشی رشید الدین خان صاحب متخلص بہ رشید مطبع فیض منبع جناب منشی نول کشور صاحب واقع لکھنؤ ماہ مارچ ۱۸۷۳ء میں چھپکر شہرۂ آفاق ہوئی تا انظار عشاق معنی

شاہ کا جمع سارا کنبہ تھا / بلکہ ہر ایک گلی سے روتا تھا
انہیں لاکہی باندہتا تھا کوئی / کوئی کہتا رہے پناہ علی

ہوا جدم سوار ماہ لقا / پھر تو سارا جلوس آگے بڑھا
پیچھے پلٹن کی تو بجاتہ تھا / ساتھ ساتھ اوسکے باردانہ تھا

آگے پیچھے ہزاروں ہاتھی تھے / کچھ سوار یکی کچھ لڑائی کے
بعد اوسکے سوار برق فشان / تھی کئی لاکھ ساتھ جلوہ کنان

گھوڑے بھی خاصے کے سبک برق / تازی ترکی تھے اور کاٹھیاواڑ
اوسکے پیچھے شکار کا سامان / سب فراواں لیے ہوئے شادان

بعد اوسکے ہزار ہاتھی تھے / لونگیاں شالباف کی باندہے
کیوڑا تھا اور گلاب شکوفین / چھجھر فوارے بھی دہانوشین

پھر فنس اور رتھ اسپی جانے لگے / سیکڑوں گھنگرو تھی [illegible]
خاص بردار برچھیوں والے / پان بردار اونکے آگے بڑہے

شاہزادہ سوار گلگون تھا / پیچھے پیچھے منبر کا گھوڑا
بعد اوسکے سوار شہزادی / اوسکے پیچھے سواری لڑکی

پھر خواصون کی فنسین صدہا / اور نہ زربفت کا پڑا جھبکا
سیکڑوں تھی محافے اور بوچے / اور سکھپال بھی ہزاروں تھے

رتھہ ہزاروں تھی اکبر آبادی / جوڑیاں بیل کی تھین ناگوری
الغرض شاہزادہ عالم / ساتھ لیکر کے ساری فوج و حشم

کوچ کرتا ہوا چلا ایکبار / کہہ عجب عجب تھا عجب تھی بہار
جب دلہن کے قریب پہونچا / زر جواہر نثار ہونے لگا

بادشہ کو خبر جو ہین پہونچی / تو بجاتا نہیں تو سب چلنے لگی
ڈیوڑھیوں پر بھی شادیانہ بجے / لوگ شہزادے کو چلے لینے

محلوں میں پھر تو مچگئی یکبارہ ہی دھوم / ہر طرف ناچ گانا تھا اور ہجوم
انہیں جب بیٹے اور داخل شہر / اور تھی پھر خوشی سے عیش کی لہر

دیکھنے کا ہر ایک کو شوق ہوا / او شہر کے دو رنگ کہ ہر ایک ٹیلہ جھونا
ایک بارہ دری تھی سر راہ / دیکھنے کو وہاں پہ بیٹھا شاہ

کوئی باقی نہ شہر میں تھا / دیکھنے کے لیے نہ جو آیا
کمروں پر بندیاں نکھرتی تھیں / شوق دیدار میں سنورتی تھیں

دھوم تھی ہر طرف کو آمد کی / شاہ نے دیدیھی تماشائی
سامنے سے جلوس آتا تھا / کچھ عجیب لطف کا تماشا تھا

شاہزادہ جو ہیں نظر آیا / سب نے تسلیم اور کیا مجرا
بندیاں دیکھکے بادل شاد / گائیں ملکر کے سب مبارکباد

لگر ہیہ جب پہونچے نو دولہا دلہن / کچھ عجب لگا تھا عجب بن
شاہ کی جو کہ نیگی جو گی تھین / لال پردے کے پاس آگئیں

کوئی آنچل سے ڈالنی کو بڑہا / ایک دروازہ بند کرتی تھی
سب کو شہزادہ نیگ دینے لگا / زر جواہر ہر ایک لینے لگا

عطر اور پان کوئی دینے لگی / کوئی اوسکی بلائیں لینے لگی
جب دولہن کو اوتارکے لائے / شاہ بھی دیکھنے کو گھبرائے

رو نمائی کی رسم ہونے لگی / لعل یاقوت کی انگوٹھی تھی
ناچ اور رنگ پھر تو ہونے لگے / محل میں چہچہے قہقہے کے مچے

ساکنان شہر کو حکم ہوا / محفل عیش سال بھر رہا
جسکو جس چیز کی ضرورت تھی / اوسکو سرکار سے عنایت ہو

جتنے ہمراہ شاہزادے تھے / شاہ نے سبکو کے مجری کیے
شاہ نے کی ہر ایک کی تعریف / دیکے خلعت بہت سی کی توصیف

پھر تو ہر ایک سرفراز ہوا / سب کو تھیں انتہا نہ ملو
سب لگی عیش سے بسر کرنے / بخوشی خورمی گذر کرنے

اپنی مطلوب سے ملا طالب / اپنی مرغوب سے ملا راغب
جسطرح وہ مراد کو پہونچے / یونہیں سب اپنی مدعا سے

گرچہ یہ تذکرہ یہ عاشق کا / ہے بظاہر فقط نہ را قصا
دیکھے جو چشم غور سے کوئی / تو یہ ہے رہنما حقیقت کے

دیا نوشہ نے ننگ جوڑی کا
اوس سے دہ چند بہر سند گی بڑا
لیکے نوشہ وہ دولہن کو گھر آیا
عیش منزل مین خواب فرمایا
شاہزادیکا دل جو گھبرایا
پاس بوٹا کو اوسنے بلوایا
کہا تجویز تو بہت ہی خوب
راے دلبر تمہاری ہے مرغوب
سب سے بہتر صلاح اب یہی
کہ ہو اسکی تمہاری یکجائی
شاہ تک جب یہ تذکرہ پہونچا
سنکے یہ شاہ نے پسند کیا
کہا جو کچھ کہ ہے رضا حضور
مجھکو ہے ہر طرح سے وہ منظور
ہوا پھر باجا ساچق مہندی
مثل شہزادونکی برات چلی
ساری امرا تھی اوسکی ہمراہی
ساتھ شہزادہ اور شہزادی
ہوئی فرصت نکاح سے جسدم
دھوم رخصت کی پڑگئی پیہم
گھر مین جب لائی بیاہ کر اوسکو
ہوئی تسکین دونون کے دل کو

ریت رسمین جو ہو چکین ساری
ہوئی چلنے کی پھر تو تیاری
بعد چوتھی کی چالی ہونے لگے
دل کے مقصد جو تھے وہ بر آئے
شاہزادی سے پھر کہا یونہی
ہو و ہو اس کی سنیر کی شادی
مجھکو الفت ہے یان بہت اوس سے
چین سکو نہین نہیں رہ سکے
سو جھتی تھی کہ کیا کرین اسمین
شاہ سے اوجا کے عرض کرین
پھر بولا کر وزیر کو اپنے
کہا بہتر ہے عقد تو کر دے
پھر تو تدبیر شادی ہونے لگی
دلمین دونون کے تب ہوئی خوشی
شاہزادی نے خوب صرف کیا
جوڑ دولہ دولہن کا خوب بنا
جبکہ دولہ دولہن کے گھر پہونچا
حسب دستور پھر تو عقد ہوا
لیکے دولہ دولہن کو شہزادہ
اپنے دولت سرا مین آ پہونچا
بیاہ سے جب فراغت اسکو ملی
شاہزادیکو گھر کی یاد آئی

ساقیا بیٹھنا نہین اچھا
دور ساغر کا اب تو ہو جو بجا
بادۂ عیش تو پلائی خوب
جوش سے جسکے ملگیا محبوب

مراجعت کرنا شاہزادہ کا ملک عیش آباد سے
اور پہونچنا اپنے ملک مین اور بعیش و عشرت بسر کرنا

ایک ساغر تو اور دے ایسا
کہ وطن کی دکھا دے مجھکو ہوا
کہلوا بھیجا پھر عقیل کو بھی
کرو جلدی سفر کی تیاری
حکم اوسنے سفر کا سبکو دیا
پھر تو ہر ایک نے انتظام کیا
خدمت پادشاہ مین آیا
جھکے آداب وہ بجا لایا
کہا جسمین خوشی تمہاری ہو
اوسمین کچھ عذر ہی نہین ہمکو
باپ کو ہوگا انتظار بہت
ہوگا فرقت سے انتشار بہت
دی رخصت محل مین جب وہ گیا
ملکہ نے بلائین لیکے کہا
کہا فضل خدا سے اچھا ہون
آپ سے پھر رخصت آیا ہون
روکے کہنے لگی کہ ہو مختار
مجھکو ہرگز نہین ہے کچھ انکار
ہو کے رخصت وہ سب سے بارہ
آیا اوس جا جہان وہ اوترا تھا
الغرض یونہین دن تمام ہوا
ملتے جلتے جو وقت شام ہوا
اختر صبح جسگھڑی چمکا
شور قرنا ہوا بجا ڈنکا

شاہزادیکی ماں نے دیکھا جب
رسم شادی سے جتنی پائی اب
سنکے حکم جناب وہ دستور
ہوگیا شاد شاد اور مسرور
قصد رخصت مین پہر تو شہزادہ
ہوکے سیر وطن کا آمادہ
سینہ سے شاہ نے لگا یا آکر
ٹپ ٹپ آنکھونسے اوسکی آنسو گرے
جی نہین چاہتا کہ جاؤ تم
پھر یہ ہو کسطرح تباؤ تم
جاکے آئی سے اپنی تو پل آؤ
حال رخصت کا اونکو بھی تو سنا
ہنسیہ قربان مین کہو بیٹیا
کیون ہو چپ چپ مزاج ہے کیسا
کل ارادہ سفر کا ہے میرا
سنتی اس کلام کے ملکا
پھر عزیز و قریب جتنی تہین
دیکھنے شاہزادیکو آئین
حسن آرا کو دیکھنے آئین
جتنی اوسکی عزیز داریں تھین
انتظام سفر مین شب گذری
ایک ہل چل سی کچھ محل مین تھی
جا بجا سب سوار ہونے لگے
بار بردار ہے کے لدے چھکڑا لگے

بند کرتی تھی کوئی دروازہ
ایک نے آنکر پلنگ روکا

پھر تو ہر لحظہ شوق بڑھتا تھا
دونوں کو انتظار تھا شب کا

دولہن نے ہر طرف کنارہ کیا
شوق دونونکا جوش پر آیا

رات کو ہمنشیں جتنی تھیں
دور سے بیٹھی باتیں سنتی تھیں

اسطرف خواہشوں سے تھا اصرار
شرم تھی اوسطرفکو مانع کار

جوش جب شوق کو ہوا اکبار
لگے باہم وہ کرنے بوس و کنار

پھر تو ہونے لگی باہم شوخی
درمیاں جنگ زرگری آئی

گاہ کہتی تھی چھوڑ دو تو صاحب
کوئی آتا ہی دیکھو تو صاحب

جبکہ آئی مزے میں وہ گل تر
بوسے لینے لگی گلے لگ کر

لو دبا کر کے ہونٹھ سے چوسے
گال سے گال بھینچ کر رگڑے

پھر نسیم شباب چلنی لگی
گلشن ناز کی کلی چٹخی

آگئی بوستان میں فصل بہار
بنی چادر پلنگ کی گلنار

جب شفق صبح کی ہوئی پیدا
پھر تو ہر ایک شاد شاد اٹھا

پھر جو چادر شب زفاف کی تھی
حسب دستور وہ روانہ ہوئی

آیا اپنے کو بھائی رشتے کا
گالیاں لو سنی کہائیں اور جو تھا

دو گھڑی باقی دن رہا ہوگا
لیکے دولہا بہانسے جو تھی چلا

ہاتھیوں پر تھے سب عزیز دیں
ساتھ ڈنکے کی تھی صدا نقیب

جا بجا شور ارگنوں سے تھا
اور شہنائیوں کا لطف جدا

خوان شکر کاریوں کو لاکھوں تھے
لگے پیچھے تھے سب چلے جاتے

اور سکھپال فینسوں کا ہجوم
ساتھ ماما اصیلوں کی اک دھوم

محل میں ہمنشیں اور تیز نگیں
زہرہ وش گائنیں جو تھیں گانیں

مار گالی کی پھر ہوئی بوچھار
لیکے نارنگیاں چلیں اکبار

دیکھنا کیسی میری چوٹ لگی
درد کرتی ہے اب تلک چھاتی

بیٹھا دولہا جب آکے اندر
لگئی جوڑا ایک نیک اختر

کھیر کھلوانے کی ہوئی جو رسم
جبکہ ڈھکا پڑ گئی اک دھوم

آگئی اندر دولہن جہاں بیٹھی
حسب معمول کھیر کھلوائی

جب شب وصل نے دکھائی زلف
ماہ نے چہرے سے ہٹائی زلف

جب ہوئے دونوں اکیجا باہم
چھڑ گئی داستان رنج و الم

خوشنما وہ مسہری وہ بو باس
بوئے عطر سہاگ سوہا لباس

رات جیوں جیوں گذرتی جاتی تھی
دلکی خواہش ابھرتی جاتی تھی

سینہ سے سینہ جب ملا اوسکا
لب شیریں کا جب مزا چکھا

شاہزادہ جو کرتا تھا جلدی
چسکیاں چپکے چپکے لیتی تھی

تھک گئی جبکہ اور ہوئی ناچار
شاہزادہ لپٹ گیا اکبار

پھر کیا اسنے بھی مساس ایسا
نہ رہا اوس پر لگا ہوش بجا

دم دلاسے سے گہات پر لایا
پیار کرکے گلے سے لپٹایا

درج سر بستہ جو مقفل تھا
اوسکو کنجی نے شوق کی کھولا

تھی جو ارمان دل کی بر آئے
دو گھڑی میں سحر نظر آئے

جتنی ہمصحبتیں دولہن کی تھیں
رات کی سب پتے وہ دینی لگیں

پھر تو بیچھری آئی اور تنبول
شاہزادی سے کی ہر ایک نے ٹھٹھول

دھوم سے اپنے گھر دولہن پہنچی
لگی تیاری ہونے چوتھی کی

پھر تو کس دھوم سے چلا نوشاہ
جاتے جسطرح کوئی کرنے بیاہ

گھوڑ دوڑ ان پر تھے امیر سپاہ
صف بصف آرہی تھی اہل سپاہ

جوڑ دیگا کشتیاں تھی مینا کار
کشتی پوشوں کی تھی عجیب بہار

سمدہنوں کی سواریاں صدہا
قبہ نور تھا ہر ایک بوچا

جب دولہن کے مکان پر پہنچا
پھر تو ایک شور قہقہے کا مچا

چھڑیاں پھولوں کی ایکطرف چلیں
جامنی ایکطرف سے پڑنے لگیں

کسی نے مارا کھینچ کے بیگن
کوئی کہنے لگی کہ او بہی بہن

شاہزادے سے جو ہوئی تھی خطا
تھی یہ سب ناز بیٹ اسکی سزا

کرکے آراستہ دولہن کو بھی
جلد شاطلہ پھر تو لے آئی

کھیلی دولہا دولہن نے پھر جو تھی
پھول ترکاری اور کنگھی کی

گرد سب اہل سلطنت بیٹھے
شش مینگن نقل حسن باندی
بھانڈ کشمیری تھا ہر ایک گیتا
پھر تو کرنے لگا ہر ایک مجرا
آیا تار و نکی چھاونی میں قاضی
پھر تو محفل میں ایک شور مچا
گائی اس دھوم سے مبارکباد
محل میں جب طلب ہوا دولہ
کوئی آنچل کے ڈالنے کو بڑھی
جبکہ دولہ پلنگ پر بیٹھا
شوق تھا جانبین سے دل میں
کھولے آنکھ دیکھیے قرآن
پھر وہ دولہ دولھن کا شرمانا
جبکہ ٹوٹکوں کی ہوئی باری
ڈومنی کہتی تھی لگا ٹونا
کم سنیں تیز چست اور طرار
ہو چکی جبکہ ساری رسم و رسوم
پھر دولھن سب سے ملکے رونے لگی
کہا اوٹھو میاں دولھن کو اٹھاؤ
کہا اوسنے یہ تاج سر ہی میری
لا کے سکھپال میں جو بٹھلایا
جبکہ رخصت ہوا غرض نوشاہ
ڈنکا ہوتا ہوا چلا اکبار
گرد نوشاہ کے شاہزادے تھے
جو جو رستے میں مکان ہر کہیں تھے

چاند کے گرد جسطرح تارے
اور اتا سن لطیف عباسی
تھا گند ہیا کہ بلی کا بیٹا
اپنا اپنا ہنر دکھانے لگا
جسطرح رسم و سمجھ کی تھی
ہو مبارک دولہن کو یہ دولہ
دل محفل ہوا بہت سا شاد
کچھ عجب رنگ تھا عجب جلسہ
کوئی چٹ چٹ بلائیں لینے لگی
ٹوٹکا اور شگون ہونے لگا
رخ محبوب کسطرح دیکھیں
لونڈی ہو جائے آپ پر قرباں
ٹونی میراثنوں کو وہ گانا
کہتی میراثنیں تھیں میں راہی
نہیں اور ہانکا جو چاہتا تھا
اونکی جوبن کی تھی عجب بہار
پھر تو رخصت کی پڑ گئی تک دھوم
رو کر ہر ایک جان کھونے لگی
یہ امانت تھی اپنی گھر لیجاؤ
اماں جان آپ ہیں یہ کیا کہتی
پھر تو سارا جہیز آنے لگا
آگے آگے جلوس تھا ہمراہ
پیچھے پیچھے جہیز کی تھی قطار
شبکے جاگے تھے جھومتے جاتے
وہ بھی سب جلد جلد ہونے لگیں

طائفے رنڈیوں کے تھے صد ہا
حیدرا اور گھمو سندرا و چاندنی
اور کھلونا سے سیکڑوں نقال
حسب دستور طائفے بدلے
عقد دونوں کا اوسطرح سے ہوا
شادیانے خوشی کے بجنے لگے
پایا انعام سب نے اسدم جا
شاہزادہ چلا جو حسب طلب
بڑھ گئی جیوانہ عورتوں کا ہجوم
پھر بٹھایا دولہن کو ایکطرف
شرم سے منہ نہ کھولتی تھی دولہن
کہتی دولہ سے کیوں میاں کھولیں
کوئی آگے لگا گئی کاجل
کہہ دو ٹونا لگا میرے دل سے
تھیں جو نوکر مصاحبیں اوسکی
ہنس رہی تھی کوئی بڑی آکو
ڈومنی باونی لگی گانے
جو وہیں سکھپال در پہ آ پہنچا
جوڑ کے ہاتھ مانگی کہنے
گود میں اوسنے جب دولہن کو لیا
شاہ نے ملک و سلطنت لکھ دی
صبح کا وقت نور کا تڑکا
چوبدار و سیادل اور نقیب
استقدر زر نثار ہوتا تھا
کوئی صندل لگاتی آتی تھی

بھانڈ کشمیری اور کتھک ہر جا
یک برستان تھی محفل شادی
نقل کو اصل کر دیں تھا یہ کمال
لاتی تاکید کر کے ہر کارے
حاصل بحر و بر کا مہر بندہا
جمع ہو کر کے طائفے سارے
کہ کسی سے نہ بار اوٹھتا تھا
جمع ڈیوڑھی پہ تھیں تھیں سب
لگیں سب کرنے اپنا اپنا رسوم
لائی میراثن آرسی مصحف
کہتی تھی ہر گھڑی یہ میراثن
کہتا تھا شرم سے کہاں کھولیں
ایک تھی بیٹھی ایک کراد چھل
شاہزادہ تھا کہتا ہنس ہنسکے
کر رہی تھی ہر ایک سے ہنسی
گالی دیتی تھی ایک ہنس ہنسکے
دل ہر ایک کا لگا اومنڈ آئے
ہاتھ سینے پکڑ کے دولہ کا
یہ تمہاری کنیز ہے بیٹے
غل اوٹھا ہر طرف سے رخصت کا
اور ولیعہدی بھی عنایت کی
آگے لشکر گیت کہتا تھا کڑکا
نعرہ زن ہوتے تھے قریب قریب
لینے والوں کو بار ہوتا تھا
اور کوئی رنگ لینی جاتی تھی

رنگ لالہ دیکھائی دیتا تھا ‏ ‏ طرفہ کچھ ڈھنگ تھا عجب تھا سما
سرخ ہون ہاتھ عکس سے جسکے ‏ ‏ لعل ہو جای اوسکو گر چھوے
شمعین مندیمین جابجا روشن ‏ ‏ وہ ہلیدی کی خوانو کا جوبن
تھی ہزارون طرحکی چرخی انار ‏ ‏ کھل رہا تھا ہر ایک جا گلنار
آئی جسدم نظر برات کی رات ‏ ‏ اوسکی تیاریکی لکھون کیا بات
جھاڑ صدہا بلور کے روشن ‏ ‏ قمقمے برق طور کے روشن
کوئی پوشاک کو بدلتا تھا ‏ ‏ دھر کے آئینہ کو سنبھلتا تھا
کوئی ٹیکا لگاکے کہتا تھا ‏ ‏ لاؤ جلدی ذرا امیر گھوڑا
ہاتھیون پر کوئی سوار ہوا ‏ ‏ کوئی بوچا منگا کے کہتا تھا
بگھی منگوائی ایک نے اپنی ‏ ‏ ایک کیواسطی جوتی جوڑی
کوئی ٹمٹم پہ چڑھکے چل نکلا ‏ ‏ پالکی پر کوئی سوار ہوا
شتر اسوار سب قطار قطار ‏ ‏ مثل باد صبا چلے ایکبار
چلی بعد اوسکی سب جتھ ترک سوار ‏ ‏ چال اور کرچ کی عجب تھی بہار
باجا پلٹن کی ساتھ بجتا تھا ‏ ‏ بوق و قرنا کا شور اوٹھتا تھا
گھوڑون پر ڈنکی گڑگڑاتی تھے ‏ ‏ رعد کی کیفیت دیکھاتی تھے
چوبدار ونکی تھی پرے ہمراہ ‏ ‏ وردیون پر ٹھہرتی تھی نہ نگاہ
جاتے تھے آگے آگے تخت روان ‏ ‏ رنڈیان زہرہ وش تھین رقص کنان
ہاتھ مین مجمرین تھین سونیکی ‏ ‏ عود عنبر کی بو مہکتی تھی
گرد دولہ کے تھی عزیز و قریب ‏ ‏ رعب انگیز تھی صدای نقیب
ایک خلقت امنڈکی آئی تھی ‏ ‏ ایک دنیا تھی وان تماشائی
کھڑکیو نمین حسین تھی جلوہ کنان ‏ ‏ قاف سے اوڑ کی آئین تھین پریان
پھونک دین چرخی اور مہتابین ‏ ‏ چھوٹتی تھین انار کی باڑین
پھونچی اس ٹھاٹھ سے غرض بارات ‏ ‏ نصف شب سے گذر گئی تھی رات
کوٹھی پر عورتین چڑھین ایکبار ‏ ‏ غل مچا محل مین دی دیدار
سمدھنین محل مین ہوئین داخل ‏ ‏ ریت رسمون مین ہو گئین شامل

سرخ مندی منگا کے وہ نایاب ‏ ‏ رنگ سے جسکے رشک کھائے شہاب
خوان اور سینیان بہرین اوسنے ‏ ‏ کشتیون مین لگادی جوڑے
تخت آرائشیونکی لاتعداد ‏ ‏ تھی ہر ایک تخت مین نئی ایجاد
پھونچی نوشاکی در پہ جب سبھی ‏ ‏ کیا کہون کیسی شان سے پھونچی
در نوشہ سے تا مکان عروس ‏ ‏ کچھ عجب روشنی عجب تھا جلوس
الغرض جب وان ہوا نوشا ‏ ‏ اوسکے گھر بھی کچھ عجب شور اوٹھا
کوئی کہتا جلوس آگے چلے ‏ ‏ کوئی کہتا قفس سے ہی آئے
پھر تو ہر طرف باجے بجنے لگے ‏ ‏ سب براتی لباس سجنے لگے
مین تو ہوتا سوار ہون اسپر ‏ ‏ تمکو مرکب ہے کون بد نظر
ایک آہی ہوا اسپ اوپر ‏ ‏ کچھ فتن پر روان ہوئے اکثر
پھر تو اسطرح سے جلوس آگے ‏ ‏ منتظم لیکے ساتھ ساتھ بڑھے
حبشیون کا رسالہ پیچھے تھا ‏ ‏ انڈی کساونکی جسطرح سی گھٹا
صف چلی پلٹنونکی بعد اونکو ‏ ‏ بین بجتے تھے کچھ عجب دھن کے
فیل کا ڈنکا سب سے آگے تھا ‏ ‏ اونٹ کا ڈنکا اوسکے پیچھے تھا
برچھی بردار سب جو ان جوان ‏ ‏ بان بردارونکی عجب تھی آن
خاص بردار تھی چلے جاتے ‏ ‏ کندھے پر خاصیونکو اپنے دہرے
پیش پیش یکہ دار حلقہ بگوش ‏ ‏ خوبصورت پری وش زرپوش
آگے نوشاہ کی تھی تین ہزار ‏ ‏ خوبرو ماہوش کنول بردار
سب اراکین سلطنت ہمراہ ‏ ‏ تھی صدا ہر طرف سے واہ واہ
کچھ تماشائی تھی نہ حد نہ شمار ‏ ‏ حوریں آئین تھین آسمان سے اوتر
دیکھا جسدم انار سازو نے ‏ ‏ دور ہی سے برات کو آتے
رنگ مہتاب سرخ و سبز و سپید ‏ ‏ گویا روشن ہوئی تھی صبح امید
جبکہ دولہ دولہن کے گھر پہونچا ‏ ‏ محل مین پھر تو ایک شور ہوا
طشت مین پانی عورتین لائین ‏ ‏ فیل کی نیچے ڈال کے لوٹین
دولہ محفل مین اس طرح آیا ‏ ‏ آگی مسند پہ جسگھڑی بیٹھا

کہیں ہو نہ سے دولہن بھی کہتی — یا انوکھی ہی ہین بن بیاہی
حکم سے والدین کے انکار — کسکو ہوتا ہی ای جہیتہ شعار
تمنے تو ایک زمانہ دیکھا ہی — تمہین بتلاؤ ایسا ہوتا ہے
ہی یہ خاموشی انکی عین رضا — اور بوڑہونکو آگی بولین کیا
سنکے یہ آتو اور مغلانی بھی — بولین دولہ مبارک ای بی بی
شاہزادی تو آنسو بھر لائین — ملکہ کو سبھون نی نذرین دین
پھر تو ایک قہقہا خوشی کا مچا — لیکے بیگم کی نذر خواجہ سرا
سامنے شاہ کے جو ہین آیا — ایک خلعت گران بہا پایا
پھر تو ارکان سلطنت نی بھی — پیش جم جاہ نذرین گذرانی
تو بجی نوبتین توپین چلنی لگین — توپیان ہر طرف او چلنی لگین
شاہ نی پھر نجومی اور رمال — جلد بلوائی جو تھی اہل کمال
پوچھا ساعت سعید بتلاؤ — شادی کسدن صلاح ہو فرماؤ
حرف ابجد کو ایک نی لکھے — دوسری نی ستارے برج گنے
پھینک کر قرعہ زائچہ لکھا — اٹھاتا اوسکو دیکھکر یہ کہا
پھلے مین اجتماع آئی ہے — ساتوین مین بھی جا کی بیٹھی ہے
چوتھی خانہ مین شکل لحیان ہے — پانچوین مین فرح نمایان ہے
متفق رای ہو کی سب نے کہا — سعد اکبر ہی ہفتے کا ہفتا
عقد ہو پنجشنبہ کی شبکو — روز آمد چہارشنبہ ہو
پنجشنبہ کو کیجیے رخصت — ای شہنشاہ صاحب دولت
سنکے یہ شاہ نی دیا انعام — ہوگی رخصت چلو نیک انجام
حسب تجویز یوم اہل نجوم — پڑ گئی مانجھی کی محل مین دہوم
پھر تو کس دھوم سے چلا مانجھا — زعفرانی تھا ایک جہان سارا
لیکے مزدور سے امیر تلک — شاہزادی سے لے فقیر تلک
سبکی پوشاک زعفرانی تھی — زعفران ہر طرف کو بوئی تھی
جوڑون کی کشتیان طلائی کار — خوان تھے پینڈیونکی ساٹھ ہزار
تہی زمرد نگار ایک چوکی — تخت طاؤس سے زیادہ تھی
اوسپہ لوٹا کٹورا مینا کار — جسکے اوپر تھے مہر و ماہ نثار
اور وہ کنگنا کہ عقد پروین تھا — لعل و گوہر کی کان تھی گویا
دودہ پینے کیواسطے تھے دھرے — لاکھہ توڑے تھی اشرفیونکی بھرے
خوان ابٹنے کے ساتھہ لا تعداد — تیل کی بدلی عطر کی ایجاد
آگے آگے تھی نوبت او نشان — ساتھہ نقارچی جوان جوان
باجے انگریزی ساتھہ بجتے ہوے — گھر سے دولہ کی اسطرح پہونچے
شاہزادی نے مانجھا جب پہنا — رنگ کھیلا ہر ایک نے ہر جا
حکم بغداد سکے یہ ہوا جاری — شہر بھر کی ہو خوب تیاری
عیش سے سب کنان شہر کرین — بیٹھہ کر گھر مین ناچ سب دیکھین
خرچ عیش و نشاط لین ہم سے — کوئی تکلیف سے بسر نہ کرے
ساری حلوائیونکو حکم ہوا — کہ کسی سے نہ لی کوئی پیسا
دیدوا دوسکو جو مقدور نکی — نہ کوئی عذر درمیان لائے
جا بجا ناچ پھر تو ہونی لگا — منزلونسی تماشہ بین دوڑا
جو کہ شوقین تھے زمانے کے — وہ مہینونکی راہ سے آئے
روز ساچق کا جبکہ آ پہونچا — بھر گیا شائقونسی ہر کوچا
گھر سے دولہ کی جب چلی ساچق — کیا کہون کیسی تھی سبھی ساچق
جو گھڑی تھی سنہری ساٹھہ ہزار — آگے پیچھے تھی سب قطار قطار
نقل و میوے سے سب کی سب تھے — لیکے مزدور ساتھہ ساتھہ چلے
اور خوانونکا کچھہ نہین تھا شمار — قند کی جھجھریان مرصع کار
ایک چوکی طلائی پر تھی دھرے — پردہی سی طلائی ایک مٹکا
ناڑی کی جا بنا کے تار طلا — ہار ایک جھیلونکا تھا ڈالا
آگے آگے تھی اسکی آرائش — کچھہ عجب طرز کی تھی زیبائش
جب دولہن کی مکان پہ پہونچی — خوب آرائشونکی تخت اٹھی
رات مہندی کی جب نظر آئی — نور کی چاندنی جہانمین کہلی

جب مکانات میں ہوا داخل
خوش ہوا دیکھ کر یہ کامل

ایسی آراستہ نہیں وہ کوٹھی
جسطرح سے سجی ہوئی ہو پری

شاد ماں ہو کے پھر یہ فرمایا
واہ واہ واہ کیا مکان پایا

کارپرداز و نکو دیا انعام
جا بجا سب تھے پھر گیا آرام

ساقیا جوش پر ہے فصل شباب
حجلۂ خم سے لا عروس شراب

دختر رز کو تاکتا ہوں میں
شوق میں مست ہو رہا ہوں میں

جلد شیشہ سے لا پری باہر
بادۂ وصل سے تو بھر ساغر

دیکھوں بنت العنب کا حسن و جمال
پی دیدار مضطرب ہوں کمال

الغرض جبکہ شاہ نے یہ سنا
جلد دوڑا ہوا محل میں گیا

پہونچنا شاہزادہ کا ملک عیش آباد میں اور آنا ارا کین سلطنت کا واسطے استقبال کے اور اوترنا شاہزادہ کا فرودگاہ میں اور پھر شادی ہونا اور سامان برات بعد از فراغ شادی منعقد ہونا وزیرزادہ کا وزیرزادی سے

پاکی خلوت میں اپنی بیگم کو
اوس سے کہنے لگا کہ اے خوش خو

شاہزادہ بھی لیجیے آ پہونچا
خوبصورت ہے چاند کا ٹکڑا

ماورا اسکے ہے عقیل و فہیم
نیک خو منصف و عدیل و کریم

ہے حسب اور نسب میں بھی عالی
ہفت کشور کا جو کہ ہے والی

اوسکا بیٹا ہے ایک اکلوتا
اور پہلے ہوں میں قبول چکا

آج کیا جانے کیا ہی گل کیا ہے
کچھ عجب کاروبار دنیا ہے

میری نزدیک یہ مناسب ہے
میری تو رای اسپہ غالب ہے

منعقد ہو جو اس سے شہزادی
شاد ہوں میں بہت سا خوش موجی

اسمیں ہو جسطرح تمہاری رائے
جلد بتلاؤ تا کہ وہ کیجائے

ملکہ نے کہا کہ اے جانی
تم ہو شہ اور ظل سبحانی

رای عالی میں جسطرح گذرا
یہی مد نظر ہمیں بھی تھا

یہ کہا شاہ نے سنو اے حور
اتنی بات اور ہے مجھے منظور

دیکھو مرضی تو حسن آرا کی
وہ بھی اس بات سے ہو گر راضی

جلد سامان شادی پھیلاؤ
ایک جا جلد مہر و ماہ کرو

کہکے یہ باہر آیا نیک نہاد
کیا دربار عام با دل شاد

ملکہ نے یہ جلد کی تدبیر
تھیں جو مغلانیاں مسن پیر

اونکو اور آتو وسن کو یاد کیا
یہ خبر کہکے اونکو شاد کیا

پھر کہا جا کے پیش حسن آرا
پوچھو تو دیکھو کہتی ہے وہ کیا

واں کچھ اور ہی مچ رہی تھی خوشی
فرط شادی سے دل لگی تھی مچی

یعنی جب شاہزادہ آیا تھا
چٹھی والی کا پرچہ گذرا تھا

سنتی آمد اوس گل تر کی
یہ تو پھولی نہیں سماتی تھی

کہتی تھی ہر گھڑی کہ کیوں نہ بنا
وصل کیونکر نصیب ہوئیگا

یونہی کہتی تھی اب نہ گھبراؤ
اب نہ مضطر ہو بیقرار سنو

جس خدا نے یہ دن دکھایا ہے
وہی ہمکو ملا دیتا ہے

چھیڑتی تھیں مصاحبیں ہر بار
بی انعام کرتی تھیں تکرار

ہو رہیں تھیں یہاں تو یہ چہلیں
آئیں آتو و دائی آتی ہیں

دیکھ کے ہمنشیں یہ بول اٹھیں
چپ ہوا آتو صاحبہ آئیں

شاہزادی کے سامنے آکے
سب نے جھک جھک کے پیار کر کے کہے

پھر وہ عادت کو اپنی ستانے کی
ہے جو منظور آپ کی شادی

بہر دریافت ہمکو بھیجا ہے
اسمیں مرضی حضور کی کیا ہے

شاہزادہ ہی ہے وہ مہر نظیر
جسکے آگے خجل ہے ماہ منیر

کھا کے کہتی ہیں ہم نمک کی قسم
نظر آئیں گے مہر و ماہ بہم

مصحفی اور اسی میں کر دی نگاہ
آپ بھی ہونگی خوش بہت واللہ

شاہزادی نے جب سنی یہ بات
شرم سے سر جھکا کے حور صفات

آپ تو کچھ نہ بولیں شرما گئیں
پڑھیں جتنی مصاحبیں تھیں

بولیں لوگو یہ کیا ہوا ہے تمہیں
شاہزادی نے زبان سے خود بولیں

قافلے مین اوسے اوتار دیا
شاہزادی نے اوسکے سر کو اٹھا
صدقے ہو ہو کی گرد پھرنے لگی
شادیانے خوشی کے بجنے لگے
شاہزادی نے بھی کہا احوال
زر جواہر ہوا بہت خیرات
صبح کو کوچ شام کو تھا مقام
سیر صحرا جو دلفزا پائی
بولا حضرت کا دل انہ کیون شاد ہو
یون چلا او آن پھر وہ ماہ نظیر
شہر مین جب پہنچ گیا وہ ماہ
وہ دکانین سبھی ہوئی ہموار
سیر بازار سے یہ تھا مسرور
حکم فرمایا شاہ نے سب کو
جھاڑ ساز اپنا جلد جا کے سجین
تاکہ آ کر وہین قیام کرین
جبکہ ناگہ یہ شہر کے آئے
جلوہ گر اسطرح سے تھا وہ ماہ
وہ چمک ماہی و مراتب کی
آگے آگے رسالے تھے صدہا
سب تمامی کی جھنڈیان تھین وا
جو کہ آئے تھے بہر استقبال
پھر تو آگاہ اہل شہر ہوے
سب زن و مرد تھے تماشائی
فیر اوڑنے لگے سلامی کے

چھوڑ کر اوسکو راستہ پکڑا
اپنی سینہ سے بس لیا لپٹا
شاہزادی سے ملکر روتی تھی
پھر تو سامان سب خوشی کے ہوئے
سبکی فرقت سے جو ہوا تھا ملال
نقد اور جنس سبکی ہوا خیرات
یہی رہتا تھا روز و شب اوسے کام
نگہتِ زلف دلربا آئی
ہے یہ سرحد ملک عیش آباد
چلے جیسے کڑی کمان کا تیر
در و دیوار پر پڑی جو نگاہ
جیسے ہو طاق ابروی دلدار
اتنی مین یہ خبر ہوئی مشہور
جاؤ اوس فوج قہار کو لاؤ
ایک لمحہ نہ وقفہ اسمین کرین
لیکے فوج و حشم اوسمین رہین
جھک کے تسلیم سب بجا لائی
کہ ٹھہرتی نہ تھی کسیکی نگاہ
کہ نظر تک نہ کام کرتی تھی
تھا عجب رقص و شان ہر ایک گھوڑا
پر چھینو کا بھر ہوا اوڑتا تھا
دیکھ کر خوش ہوئے وہ حسن و جمال
پر دیدار شاہزادہ چلے
ایک خلقت تھی دیکھنے آئی
شادیانے بجے سلامی کے

دیکھ اوسکو منیر شیدائی
ماسے آ کر جو ہین ملا دلدار
یہ خبر سنتے ہر ایک دوڑا
حال ہر یک نے اپنا عرض کیا
سنکے سب آبدیدہ ہونے لگے
الغرض شاہزادہ ماہ لقا
یونہین جاتا تھا روز جو ایکجا
ہو مخاطب سے عقیل کہا
بولا کیون ہے یہی سواد دیار
پہونچا منزل پہ جب مہ کامل
پائی اوسمین عجب لطف و صفا
سبطرح کی تھی شے وہان موجود
جب سنا شاہ نے کہ شہزادہ
اور فراشون کو یہ حکم ملا
شیشہ آلات خوب کرکے صاف
سب چلے حکم پاتے ہی شہ کا
دیکھا سامان جو شاہزادیکا
بوق و قرنا کا شور وہ ڈنکا
وہ ہزارون تھے سانڈنی اسوار
عہدہ دارونکی آگے تھے توسن
ہودج زرین تھا وہ شہزادہ
جھنڈیان بہر اطلاع ہلین
شہر کا شہر سب اومنڈ آیا
جو کہ آراستہ ہوئی تھی مکان
کثرت خوشی سے شہزادہ

گرا قدمون پہ جانسی پائی
ہوئی درگاہ حق مین شکر گذار
آگے پھر ایک پابوس ہوا
جو کہ فرقت مین اونپہ گذرا تھا
شاہزادے سے ملکر رونے لگے
صبح ہوتی ہی کوچ کرکے چلا
ایک صحرای پر فزا دیکھا
کیا ہی ہے یہ مقام روح افزا
کہ نظر آتی ہے عجیب بہار
ملک دلدار مین ہوا داخل
دیکھکر اوسکو ہو گیا سکتا
شکل کمیابی تھی فقط مفقود
شہر کے ناکے تک ہی آ پہونچا
سب مکانات جلد کر دو صاف
فرش بچھوائین سبجگہ شفاف
لیکے ماہی مراتب و ڈنکا
ہوئے حیرت سے زرد سر تا پا
وہ نقیبون کا شور وہ غوغا
پیش و پس اونکے تھے قطار قطار
پیچھے پلٹن کے تھی بندہی سنگین
تھا خواصی مین ایک فیل پہ تبر
شلکین داغنی کی چلنے لگین
طفل پیر و جوان کوئی نہ رہا
آ کر اوترا وہین وہ جان جہان
پیرہن مین نہین سماتا تھا

وہ تو ہونیگی نشہ سی بیہوش
اوسی لپٹا کی لیٹ رہو خاموش

جب وہ سو جاوی تو چلے آنا
جو ارادہ ہو مجھہ سی کہی گا

مجھہ سی جو کچھ کہ ہوسکیگا حضور
بسر و چشم مین کرونگا ضرور

سنکے یہ شاہزادہ ماہ لقا
تابع حکم ہوگیا اوسکا

محفل آراستہ ہوئی جسدم
دور ساغر چلا وہان پیہم

دور مین جب شراب نابی ہوئی
وہ پری پھر تو مست خواب ہوئی

جبکہ غافل وہ ہوگئی بالکل
اوسکی پہلو سی یون چلا وہ گل

جسطرح تن سی روح و گل سی بو
آیا اوس جا جہان تھا وہ گلرو

اوس پریزاد نی جو یہ دیکھا
حسب وعدہ ہی آیا شہزادہ

سرو قد اوٹھ کھڑا ہوا پھر تو
کہا جو حکم ہو کرون اوسکو

شاہزادی نی پھر کہا اوس سی
آرزو ہی یہ مہربان میرے

ملک دلدار کا دکھا دی تو
کاروان سی ملا دی یا خوشخو

سو چکی اوسنی یہ جواب دیا
فاصلہ ہی دیار دلبر کا

اور لشکر بھی ہو رہا ہی تباہ
ای شہ ذی وقار والاجاہ

بیخود و خواب صبح سی تا شام
کوہ صحرا مین پھرتی ہین ناکام

گر اجازت حضور کی پاون
آپکو ایکدم مین پہونچاون

اور احوال کاروان یہ تھا
حشر سا گویا ہو رہا تھا بپا

جیسی شہزادیکو ڈر آئی تھی
قافلہ پر عجب تباہی تھی

کوئی کہتا تھا کیا کرین اللہ
زندگی کی کوئی نہین اب آہ

پھر گیا شہ کو مونہ دیکھا تنگ
غم سی کیونکر نجات پائین گی

ملکہ کا تھا غم سی حال تباہ
کرتی تھی ہر ایک سانس مین سو آہ

کہ رہی تھی وہ اپنا پیٹ کی سر
کیون خفا ہوگیا ہی نور نظر

دیکھی نا شاد ماکسو کون خطا
ہوئے آزردہ کسلیی بیٹا

کسلیے مجھہ سی مونہہ چھپایا ہی
کیون مجھو اسقدر رولایا ہی

نکوئی عذر میں نے پیش کیا
ساتھ خدمت کو آئی تھی بیٹا

ماتصدق کہان گئی جانی
میرا تو شاہ یوسف ثانی

جاہ مین تیری باولی ہو نمین
کسجگہ جا کی تجھکو ڈھونڈھون مین

آگ اس دشت مین ہوئی مین تباہ
پڑ گئی کیسی مجھہ پہ یہ اللہ

ڈھونڈھی کسطرح فلک جاؤن مین
کہان ڈھونڈن کہانسی لاؤن مین

غم سی اوسکی حواس نہ تھا
تھا شب و روز شغل آہ و بکا

ساتھ جو جو کہ رشتہ دارین تھین
اور جو جو کہ غمگسارین تھین

غم سی وہ جان کر رہی تھین ہلاک
مثل گل تھی ہر ایک کا جامہ چاک

خیرخواہ اپنی جان کھوتی تھی
اہل لشکر تمام روتی تھی

کیا کہون اوس منیر کا احوال
خواب خور کیسا زندگی تھی محال

ہر گھڑی سے لیکے نیچہ اپنا
چاہتا تھا کہ کاٹ ڈالون گلا

لوگ سمجھا کی چھین لیتی تھی
ہر طرح سی تسلی دیتی تھی

پر نہ چین اوسکو ایک گھڑی کا تھا
غم فرقت سی بوکھلاتا تھا

کوہ و صحرا مین ڈھونڈتا تھا تمام
نہین لیتا تھا ایکدم آرام

رات بہر تو یہ مانگتا تھا دعا
شاہزادی سی تو ملادی خدا

دنکو کرتا تھا جستجو اوسکی
روز و شب یون تھی زندگی کٹتی

سنو احوال شاہزادی کا
کہ پریزاد سے یہ فرمایا

پھونچنا شاہزادہ ماہ لقا کا اپنے لشکر مین بتدبیر ایک پریزاد کے اور کوچ کرنا وہان سے اور داخل ہونا ملک آباد عیش آباد مین

وہ صبوحی بلا مجھی ساقی
جام جمشید مین جو تھی باقی

خوب ساقی بلا مئی گلنار
آج بچھڑونکا ہوئیگا دیدار

غیرت باغ ہوئیگا جنگل
آج رندی اوڑائینگی منگل

یون کہا اوس سی ہی یہی بہتر
وہین پہونچا دو ہمرہی خجستہ سیر

شاہزادیکو کرکی زیب کنار
قافلی کیطرف اوڑا ایکبار

دیکھہ مخمور اوسکو وہ گل تر
قرب لب لائی اوسکو وہ ساغر
جبکہ گردش مین آیا ساغر مل
نشہ مین بھر تو ہو گیا بالکل
نام بتلاؤ اور اپنا نشان
کسکے ملنے کا رکہتی ہو ارمان
مین ہون فرزند شاہ شیدآباد
اسم اوس شاہ کا ہی شاہ مراد
ناوک عشق کی وہ کھانا تیر
دام گیسو مین اوسکی ہونا اسیر
الغرض سارا حال ڈہرایا
آہ ایک بھر کے اوسنے یہ دکہا
تیغ ابرو سی کرکی مجھکو شہید
کسطرف جائیگا ای مہ عید
اب یہ کہنی سی تیری حال کھلا
کہ کسی اور کا ہی تو شیدا
سمجھا شہزادہ قہر سیاہ
دلبر اسکے ہی تیر عشق لگا
سوچا بہتر ہی اس سے کرنا چال
یون تو اسطرح مخلصی ہی محال
چھوڑ کی مجھکو ای مہ کنعان
جائیگا کون ایسا ہی نادان
کہکے یہ وہ لگی وہ کرنے لگا
اسکے فقرے مین آئی وہ خیلا
خود وہ بوس و کنار کرنی لگی
بار بار اوسکو پیار کرنی لگی
گلے لپٹا کے پیار کرنی لگی
جان اور دل نثار کرنی لگی
لپٹے تہی مساس کرنے لگی
لب پہ لب ہی نہ یہ مونہہ کو سونگہنی لگی
تہا غضب کا یہ شوخ اور بیباز
گیا اوسنے لپٹ لپٹ کی سانس
وہ گل اندام تہی جو عاشق زار
سمجھی ایسا نہ تو کہ ہو بیمار
نیند کی اسنے آنکہ جو یکبار
پڑتے ہی سو رہی وہ لالہ عذار
چپکے چپکے کبھی تو روتا تہا
اور کبھی اپنی جان کہوتا تہا
ہائے افسوس کیا کرون مینہا
کیسی چپ چپ پڑی ہی یہ بدذات
دن بھر اوسکو طلسم دکھلائی
اور نایاب میوی کھلوائی
اوسکو لپٹائی جو وہ گل لپٹی
لپٹتے ہی وہ بیقرار ہوئی
الغرض جیت ملک وہان یہ ہا
روز بتّا اوسی بتا نار ہا
روز کرتا تہا ہر یہ بیسی ساز
تہا غضب کا ٹھٹھول اور بیباز
شاہزادی کو یہ سکھائی گھات
وقت عیش و نشاط آجکی رات

شاہزادی نی مسکرا کے لیا
دور ساغر کا پھر تو چلنے لگا
پاکی شہزادی کو نشہ مین چور
بولا اوس سے پری کہ غیر چہ
شاہزادی نی کھینچکر آہ آہ
کہا تجھ سے مین کیا کہون ایماہ
پھر وہ جاتا برای صید و شکار
دیکھنا شاہزادی کا یکبار
کچھ شب ہجر کا بیان ملال
اور کہنا سفر برای وصال
سن تو اے ماہ زینت و خوبی
اے شہنشاہ ملک محبوبی
مین تو بھی تھی بفضل خدا
ایک معشوق میری ہاتہ آیا
اب بتا مجھکو کیا کرون ایماہ
تیری تو پھر تو ہو گئی مین تباہ
خود بجا آگاہ درد عشق سے تہا
رحم کچھ اوسکے حال پر آیا
ہنسکے بولا کہ ہی خیال کہان
مین تو سمجھتا تہا کہ جان جہان
کون ہی جسکو ہو وصال پری
نظر آتا نہین خیال میری
محو گفتار ہو گئی بالکل
لگی بھر بھر کی دینی ساغر مل
ہو گی بیہوش جوش مستی سی
ناز کرتی تہی خود پرستی سی
حد کی بیچین جب ہوئی وہ گل تر
لیگئی اوسکو یک بیک چھپ کر
سمجھا یہ چاہتی ہی مجھسی وصال
یہ ہی دشوار اور خیال محال
غلبہ ہوا کہ گئے آخر کار
حیلہ یہ درد سر کیا اظہار
اپنی سینی سی اوسکو لپٹا کر
بولی آرام کیجیے رشک قمر
یہ تو جاگا کیا پڑا چپکا
خوف کی مارے کچھ نہ دم مارا
ہر گھڑی دل سی اپنی کہتا تہا
کسطرح اس بلا سے چھوٹونگا
اسطرح سی گذر گئی جب رات
صبح ہوتی اوٹھی وہ حور صفات
جب ہوئی رات تو برسم قدیم
فرش گل پر گئی برنگ نسیم
اسنے آغاز کر کی دم بازی
دم دلاسے مین رات بھر کاٹی
پر نہ تہا اپنی گہات سی غافل
غم سی بیچین تہا بصورت دل
یک بیک شہزادہ کو جو رحم آیا
باعث مخلصی شاہ ہوا
پہلے تو خوب سا پلائی شراب
پھر چھپ کر کھٹ لٹینا اپنی خواب

آئی اوس جا پہ وہ قمر سیما
سو چکا اپنے دل مین وہ گل تر
عقل و ہوش اوسکے سوتے مین دیا
مثل بادِ صبا تی تند چلی
اپنی آغوش سے لٹا اوسکو
ہو کے حیران وہ دل مین کہتا تھا
جی کڑا کر کے آخر اوٹھ بیٹھا
ناز سے مسکرا کے بولی پری
سُنکے آواز نالہ و افغان
یک مصاحب سے یون اشارہ کیا
بھر کے یک آہ سرد بولا وہ تھا
اب غریب الوطن ہے نام مرا
ہو کے مایوس وصل سے کہنے لگی
جانتی ہون مریض الفت ہے
کل جہان چاہیگا ای محبوب
یہ پریزاد اور مین انسان
پھر تو کس ناز سے خوشی کے ساتھ
دیکھ شہزادہ ہو گیا حیران
باغ بس ہو رہا تھا معدن نور
کیسی تھی چاندنی کی تیاری
فرش اوسپر تھا مخملی بچھا
جا کے مسند پہ اوسکو بٹھلایا
ناز سے ایک جلد بھر کے جام
پہلے شہزادے نے کیا انکار
کہین ایسا نہ ہو کہ باقی نہ ہوش

جسجگہ سو رہا تھا ماہ لقا
اسجگہ چھوڑنا نہین بہتر
پھر تو لیکے پلنگ جب باہر گیا
قصر گلشن مین جبکہ آ پہونچی
پائینتی بیٹھی اوسکے وہ خوشخو
جاگتا ہون کہ عالم رویا
دیر کی بعد اوس پری نے کہا
یہ خطا آپکی تو مجھسے ہوئی
گرد آ کر جمع ہوئین پریان
پوچھا تو نام اور نشان انکا
کیا کہین اتنی نام رکھتی ہین کیا
کوہ و صحرا مین ہی مقام میرا
تو نے کیا مجھپہ یہ بلا ڈھائی
ہدفِ ناوک محبت ہو
وان سے چلے جاؤ گے ای محبوب
انسے جان بر ہو یہ فقط ہے گمان
شاہزادے کا اوسنے پکڑا ہاتھ
باغ آراستہ تھا مثل جنان
ہر شجر تھا مثال شعلۂ طور
تھی ہر ایک شے مین یک جلوہ آرائی
مثل نور نظر تھی اوسمین ضیا
بیٹھی پہلو مین وہ بت رعنا
عرض کرنے لگی بعز و احترام
جب کیا اوس پری نے بھی اصرار
سحر کی زور سے کر کے مخمور

دیکھکے حسن اسکا اور جمال
سبکو بیہوش کرتی ہی وہ مرے
لیکے آغوش مین اسے وہ پری
اوس پری نے تو یک مسہری پر
نیند سے آنکھ جو کھلی اوسکی
وہ سجی کوٹھی عیش کا سامان
اسجگہ مجھکو کون لایا ہے
سُنکے یہ شاہزادہ خستہ جگر
شرم سے سبکی اوٹھ کے دل افروز
بولی وہ نام آپکا کیا ہے
ایک ہو نام تو بتائین تمہین
سنتی وہ پری ایسکا کلام
پر سنبھالا بہت نہین سنبھلا
لیک مجھسے خطا ہوئی اے تو
پھر پری نے بہت سا عذر کیا
سمجھا انکار مین ضرر جو کمال
صحن گلشن کیطرف لیکے چلی
چاندنی دیکھنے کا سامان تھا
نہر مین بادلہ پڑا تھا کٹا
صحن گلشن مین دیکھتا کیا ہے
ایک مسند مغرق اوسپہ بچھی
ایک مصاحب حسین و مہ پیکر
نوش فرمایے اسے تو حضور
سمجھ کے اپنے دل مین شہزادہ
ٹال کر دل لگی مین ڈالدیا

دل مین پیدا ہوا خیال وصال
پہرہ والونکو کچھ خبر نہ ہوئی
باغ کو اپنے ہو گئی راہی
فرش گلبرگ سے جو تھی بہتر
دیکھی پائین اپنی ایک پری
شاہزادہ تھا دیکھ کے حیران
ظلم یہ کسنے مجھپہ ڈھایا ہے
آہین بھرنے لگا شکستہ جگر
کرسی زر پہ ہو کے جلوہ فروز
کسطرف آپکا ارادہ ہے
لوگ شاگرد قیس کہتے ہین
سمجھی عاشق کسی پہ ہے گلفام
ہو کے بیتاب اوسنے خود ہی کہا
آجکی شب تو سرفراز کرو
سوچا انکار ہی میرا اچھا
جو کہا اوسنے کر لیا اقبال
جو ہین کمر سے نکلی اپنی پری
ہر طرف جلوہ چراغان تھا
اور چڑھا تھا ہزارہ فوارہ
سنگ مرمر کا یک چبوترہ ہے
موتیون کی تھی جھالر اوسمین لگی
لیکے آئی صراحی و ساغر
پرسش حال ہی مجھے منظور
کارخانہ ہے سحر کا سارہ
پھر تو ہر بات مین ہنسانے لگا

ٹیکا ماتہی پہ جب وہی کا دیا
رہی اللہ کا ولی حافظ
شہ کی ہمراہ باہر آنے لگا
میری نوشاہ پر علیؑ کی پناہ
جو جو رسمی کی بہنین آئین تہین
حسب دستور کرکے سب مجرا
شاہ نے خوب سا دیا انعام
راہ پر رنج سے حذر کرنا
سب ارا اکین سلطنت سے کہا
ہوکی رخصت وہ یون چلا دیجاہ
بعد حمد و ثنا کے کہتا تہا
روز و شب تہا تصور ہمدم
روز صید و شکار ہی کرتا
کہ دیار حبیب دیکھین گے
کبہی کہتا تہا بادل غمگین
شاہزادہ یہی کہتا تہا یہ نیر
جس خدا نے دکہایا یہ سامان
کسقدر دور ہی بہا نسی دیار
الغرض اسطرح سے ماہ لقا

بولی مہمان خدا کو ہی سونپا
شیر حق مرتضے علیؑ حافظ
سبکو اوسنی سلام جہک کے کیا
پیش آئی نہ کوئی رنجش راہ
ساتہ جانے کو وہ سوار ہوئین
بولے قائم رہے تیرا جلوا
گنج قارون کیا نثار تمام
ہر جگہہ صدقے سیم و زر کرنا
مستعد رکہنا چوکی اور پہرا
جیسے ہوتے ہین ستارونکی ماہ
با ادب با ملاحظے کی صدا
دشت کہسار تہی نہ باغ سے کم
گاہ گلگشت دشت کی کرتا
در معشوق تک کبہی پہنچینگے
مجھکو قسمت سے یہ یقین نہین
دیکہیے اب بفضل رب قدیر
وہی دل کی نکالیگا ارمان
جسجگہہ ہے میرا وہ گل رخسار
سیر گلزار دشت کرتا تہا
حکم فرمایا اوسنی بادل شاد

رہی حامی تیرا امام رضاؑ
الغرض شاہزادہ کشور
سب نے ملکے دعائین دیکی کہا
ملکہ نے سواری منگوائی
باہر آئے جو لیکی شاہ اوسے
شادیانے خوشی کی بجنے لگے
پھر بلا کی عقیل سے یہ کہا
ہوئی ابن وزیر پر تاکید
جو جو جاتی تہی ساتہ دیں رتبا
ڈنکا ہوتا ہوا چلا جسدم
گرم رو تہا بشوق وصل حبیب
طی منازل کیا کیا گلفام
کبہی ابن وزیر سے کہتا
ہم بہی ہوئینگے اس فلک سے شاد
ہوگی اس غم سے ہی نجات نصیب
در دلدار تک پہونچتے ہین
کہتا تہا گاہ سے وہ خوش خو
عرض سب کی کچہہ نہین دہی وہ
اتفاقات سے ہوا یکبار
آج اسی جا پہ خیمہ ہوا ستاد

اور مددگار ہو رسولؐ خدا
ہوکی رخصت چلا بعزم سفر
بیٹا اللہ کو تمہین سونپا
لگی ہر ایک کرنی تیاری
ڈیوڑہی والی دعائین دینی لگی
تو پخانے تو بہر گرجنے لگے
ساتہ لیجاؤ تم میرا نوشا
انکی راحت کا دہیان رکھیو مزید
خلعت رخصتی ہر یک کو دیا
آگے آگے نقیب بہی ہر دم
رعب و کہلا رہی تہی آگی نقیب
راہ بہر بانٹتا رہا انعام
دیکہیے کونسا وہ دن ہوگا
رحم کہائیگا ہمپہ یہ جلاد
جیتے جی ہمکو بہی ملیگا حبیب
کوچہ یار تک پہونچتے ہین
کیون جی مجھکو ذرہ بتاؤ تو
پہونچین گی آپ وہی دنین ضرور
ایک صحرا پر فضا مین گذر

سیر کرتے ہوئی آنا دل افروز پری کا اوس عاشق ہونا شاہزادہ ماہ لقا پر اور اوٹھا لیجانا شاہزادیکو اپنی مکان پر اور بات تو نہین ٹالنا پری کو شاہزادی کا

ساقیا ساقیا دوہائی ہے
بادۂ ہجر سے تو تہی مخمور
حکم پاتے ہی شاہزادیکا
جب ہوئی شب تو وہ بت گلفام
یک بیک بزادہی کہین اوس وقت

خواب گہ مین گیا پی آرام
نام تہا اوس حسین گل اندام کا

چہ دہوین رات اور ماہ کا تو
اپنی تخت رواں پہ ہوکی سوار

آج زندان پہ آفت آئی ہے
ہوئینگی وصل غیر سے رنجور
سب نے اوس وزوان میں قیام کیا
خیمہ گہ ہو رہا تہا شعلۂ طور
سیر کرتی ہوئی چلی یکبار

گہہ طبیعت جو اوسکی لہراتی
اس غزل کو زبان پہ لاتی

غزل

دلکو تیری ہی یادگاری ہے
جان کو جان بیقراری ہے
زخم کیطرح تیری فرقت مین
خون آنکھوں سے میری جاری ہے

تم جو آؤ تو زندہ ہو جاؤں
ہجر سے اب تو دم شماری ہے
برق سوزاں مین کہاں طاقت
شعلہ زن آہ یہ ہماری ہے

اشرفی کردہ جاوہ جلد سلے
دلمین اب جسکی یادگاری ہے
گاہ فرقت سے ہوکے وہ بیتاب
تھی تپاں مثل ماہی بی آب

جانا شاہزادہ کا بعزم شادی ملک عیش آباد کو اور پہونچنا ایک جنگل فرحنا کمین اور قیام کرنا اوسمقام مین

ساقیا وقت یہ خوشی کا ہے
ہاں یہی وقت دل لگی کا ہے
دے وہ جام شراب ہوش ربا
رہیں ہوش و حواس کچھ نہ بجا

بطامی بہی وہ قہقہا مارے
کبک کا جس سے قہقہا ہووے
کہتے ہین شاہزادہ ماہ لقا
ایکدم بہی نہ چین لیتا تہا

جبکہ شہزادی نے مچائی دہوم
دیکہا ابن وزیر نے مغموم
عرض جاکر کیا بخدمت شاہ
روتے ہین شہزادۂ ذیجاہ

شہ نے فرمایا مین نہین غافل
ہو نہین شغل سفر ہی کا شاغل
برسون تاریخ ہے کمال سعید
ہوگا برج حمل مین بہی خورشید

شرف مشتری وہ زہرہ کا ہے
سعد گھر مین ہریک ستارہ ہے
جاکے ساز سفر کرو تیار
کہدو ہر ایک شخص ہو ہشیار

پھر بلا کے عقیل کو او سدم
یہ کہا پہیں صاحب عالم
جلد ہر یک جلوس ہو تیار
شتر و اسپ و فیل برق شرار

جاوے لیکے خزانہ حد سے زیادہ
صرف شادی مین کرنا با دل شاد
نیگی جوگی کو باٹیو جوڑے
دینا خلعت مین ہاتھی اور گہوڑے

نام ہو جسمین میرا وہ کرنا
جسقدر صرف ہو نہ کچھ ڈرنا
ایک کے بدلے صرف ہو جو ہزار
خوف دلمین نہ کیجیو زنہار

جبکہ ابن وزیر نیک اختر
لیکے حاضر ہوا پیام سفر
سنتے اس خبر کے شہزادہ
ہوگیے جھٹ پٹ سفر کا آمادہ

کہا سن اے منیر اے غمخوار
جان بیچین ہے پئے دیدار
ہے یہی موقع وفاداری
جلد بہر سفر ہو تیاری

حسب ارشاد پھر آرائش
پی آرام اور آسائش
معرکے خیمے اور ریک چوبی
دو پٹے اور ہزاروں نگیری

ہو گئی تجویز پھر ہمراہی
پی آرائش جلوس شہی
اور سامان جو کچھ ضروری تہا
وہ بہی ہمراہ پیش خیمہ چلا

روز رخصت کا جسگھڑی آیا
شاہ نے مہ لقا کو بلوایا
شوق رخصت سے یون چلا یکبار
جسطرح بوستان کو باد بہار

جھک کے آداب وہ بجا لایا
بادشہ نے گلے سے لپٹایا
لیکے ہمراہ شاہ عالیجاہ
ہوے داخل محل مین وقت پگاہ

اندشہ کا غل ہوا یکبار
سب محل والیان ہوئین ہشیار
سب نے آ کر ہی اوسکو گہیر لیا
زر جواہر بہت نثار کیا

ماں کو آتے جو سامنے دیکہا
جہک کے شہزادے نے کیا مجرا
بولی لیکے بلائین با دل شاد
بیاہ کے بنو لاؤ حسب مراد

پھر کہا سب نے لو سنو ہو ذرا
بنا بنے جاتا ہے سر پہ سہرا
پھر پہنا کر کے خلعت بہاری
تاج سر پر رکہا مع کلغی

ماہین اور اقربا نے اکہٹا
جھٹ پٹ اوسکی بلائین لیکر
جیتے دیکہلا کے جسطرح تو جائے
یونہی اللہ ہمکو منہ دکھلائے

باندہین بازو پہ اوسکے اشرفیان
دل سے کہتا تھا وہ مہ تابان
دیکہیے کب نجات ملتی ہے
جان بیچین اب تو میری ہے

ریت رسمونکا ہو چکا جو نباہ
چلی بیٹے کو لیکے ماں ہمراہ
پھر تو ہر ایک گرد پھرنے لگا
صدقے ہوکر دعائیں دینے لگا

یا کہ ہم صحبتون سی ہوگا ستم
کہ تڑپتا ہی یاد مین ہر دم
سو نہین مجبور دلکی ہاتھو نسی
نہ ہی یہ اختیار بلواؤن
اوسکی اوپر بہی ہی نئی اوفتاد
پہر تبا تو ہی کیا کرون اچھا
دیکھہ بیچین اوسکو دختِ وزیر
مانا ہمنی کہ سوزِ الفت ہے
دلکو روکو نہ اتنا گھبراؤ
یہ خبر بھی سنی ہی مینے حضور
یا کسی اور کا ہے پیغامی
سنتی یہ کلام وہ گل تر
بولی اتنا سنا ہی مینی بھی
ہی کیا شاہ نی قبول اوسے
تو نی اسوقت کی مسیحائی
دل بھی کہتا ہی وصل ہوگا نصیب
جاتھی بھیجا دیکھیے دستور
آپ ناحق کو جان کھوتی ہین
لیکہ یہ چاہیی خیال حضور
آپکے حسن پر وہ شیدا ہے
تمکو لازم ہے دلکو بہلاؤ
بولی شہزادی اے خجستہ صفات
اسکے سمجھانی سی وہ ماہ لقا
یاد جب وہ ہی یار آگیا تھا
دیکھکے سرو اوسکا یاد آتا

نہ رہی ہوگی کچھ ہماری یاد
جان رو رو کی دیتا ہی پیہم
شرم کہاتا ہون اپنی باتونسی
نہ ہون مختار خود چلی جاؤن
کافر عشق ہے بڑا جلاد
دل میرا اکدم نہین لگتا
بولی اوس سی کہ اے قمر تنویر
متصل دلمین درد فرقت ہے
دلکو بہلاؤ ضبط فرماؤ
کہ کسی ملک کا کوئی دستور
لیکہ دل کو میری یقین ہی یہی
بولی بوٹا سے ہوکے متحیر
کہ کسی بادشہ کا پیغامی
جھوٹھ سچ کی خبر نہین ہی مجھے
تن بیجان مین جان سی آئی
ہوگا نظارۂ جمال حبیب
فلک کی پھر شادی کیون اے حور
راتدن منھ لپیٹی سوتی ہین
آئیگا جب وہ آپ کا منظور
او جبری صورت پہ یا کہ مرتا ہے
خار فرقت سی یون نہ گھبراؤ
سچ ہی تو نی کہی ہی جو جو بات
ہوئی سیر چمن کی آمادہ
شور ماتم تھا اور رونا تھا
انہو گلہ وہ کا وہ قدرعنا

لیکہ دل متصل تڑپتا ہے
مانا ہمنی کہ ہی یہ دلسوزی
کیا کرون اپنا بس نہین افسوس
نہین معلوم وہ قمر تنویر
دیکھیے حال اوسکا کیا ہوگا
جان بیچین ہی بہت میری
جان سمجھو تو اپنی دل مین ذرا
نہین ہوتی ہین اسقدر بیتاب
حسب دستور سیر باغ کرو
لیکے پیغام شادی آیا ہے
کہ یہ پیغام بر اوسیکا ہے
سچ بتا تجھکو میری سر کی قسم
لیکے پیغام شادی آیا ہی
سنتی یہ کلام حسن آرا
کیا عجب ہے کہ اوسنی بھیجا ہو
دیکھو کیسا وہ میرا شیدا تھا
بولی بوٹا کہ سوچیی تو ذرا
ہمنی مانا کہ فرط الفت ہے
دیکہ سکے یہ حضور کا نقشا
وہ دی رنگین کا شیفتہ ہو دو
حسب معمول سیر باغ کرو
کتنا تیرا تو سب بجا ہی مگر
کبھی ہمراہ سب کو لیجاتی
گل کی شیدا تھی یاد گل رو مین
گل نرگس جو آنکھہ دکھلاتا

اس سہی کو نی شک یہ آشکار ہے
ہی نصیحت بجا تمہاری اچھی
لیگیا دل وہ مہ جبین افسوس
کسطرح ہوگا عشق مین دلگیر
بی میری وہ تڑپ رہا ہوگا
کوئی تدبیر بن نہین پڑتی
نا سمجھ بھی نہین ہو نام خدا
فرض کردم کہ ہی یہ مین شباب
تا کہ یہ راز آشکار نہ ہو
نہین معلوم اوسنی بھیجا ہے
اسکو بیشک اوسینی بھیجا ہے
کون آیا ہی اے میری ہمدم
سب نے افواہ یہ اوڑایا ہے
گلے لپٹا کے بولی اے بوٹا
یہ اوسی کا پیام لایا ہو
ایکدم بھی نہ اوسکو چین آیا
وہ تو کرتا ہی تمپہ جان فدا
حضرت عشق کی عنایت ہے
دلمین اپنی بہلا کہیگا کیا
سنبل آسا فریفتہ ہی وہ
کنج غربت مین پڑ گی جان زہو
کیا کرون غم تو چھانتا ہی جگر
کبھی تنہا وہ باغ مین آتی
چھوتی سنبل تھی یاد گیسو مین
یاد آتی وہ نرگس شہلا

کہا اوسنے کہ قبلۂ عالم | اب نہ گھبرائیے نہین کچھ غم
لیکے چلتے ہین دیکھیے جلدی | ابھی ہوتی ہے آپکی شادی
یہ تو تھا سب بیان ماہ لقا | اب ذرہ سنیے حال حسن آرا

حال بیقراری شاہزادی حسن آرا کا حالت فراق شاہزادہ ماہ لقا مین

ساقیا دیر سے ہے آشام | راہ تکتی ہین دے شراب کا جام
مے کشون کو ہے انتظار تیرا | ساقیا جلد آ تو بہر خدا

کہتے ہین باغ سے وہ خستہ جگر | جب چلی اسکے پاس سے اوٹھکر
وہ تو اوسطرف کو سوار ہوئی | بنگئی ہجر سے یہ سودائی
موتہہ لپیٹے پڑی ہوئی تھی وہ | اشک خونین بہا رہی تھی وہ
کبھی وہ برق آہ تڑپاتی | کبھی ابر مژہ کو برساتی
کیون ہے بیتاب کیا ہوا دلکو | کسنے بیچین کر دیا دلکو
رنج فرقت سے ہوگئی تھی نڈہال | حسن کا بدر ہوگیا تھا ہلال
ملکہ تمکو یہ ہوا ہے کیا | کیون ہوا چاہتی ہو تم رسوا
چٹکیون پر اوڑائینگی تمکو | اونگلیون پر نچائینگی تمکو
گر کہین شاہ نے یہ سن پایا | پھر یقین جانیے گا میرا کہا
کچھ نہ تدبیر بن پڑیگی حضور | کھل گیا حال گر کہین اے حور
دو ہی دن مین یہ ہوگئی حالت | زندگی سے بھی ہوگئی نفرت
ہوش مین آؤ دلکو بہلاؤ | ہجر سے اسقدر نہ گھبراؤ
سیکڑون ہین مصیبتین ایسین | اور ہزارون ہین آفتین ایسین
بیٹھو للہ یون گھلاؤ نہین | اسقدر درد غم اوٹھاؤ نہین
یون کوئی بدحواس ہوتا ہے | یون کوئی مفت جان کھوتا ہے
دیکھو آئینہ مین ذرا صورت | دشمنونکی ہوئی ہے کیا حالت
مانو کہنا میرا سنو تو سہی | کس لیے کیون گنواتی ہو تم جی
سنکے دخت وزیر سے یہ کلام | بولی جھنجھلا کے اوسسے یون گلفام
رنج تو ہمکو ہے تمہین کیا ہے | قہقہا تمکو تو خوشی کا ہے
پاس اوس گل کے بیٹھنے دو ذرا | بلبل آسا تڑپنے دے تو ذرا
جانتا ہوگا بیوفا ہے وہ | جانتا ہوگا پر جفا ہے وہ

لیکے بوٹا اوسی سوار ہوئی | داخل قصر وہ نگار ہوئی
خاص کمرے مین اپنے وہ آکر | پڑ رہی جاکے بستر غم پر
کبھی کرتی تھی نالۂ جانسوز | گاہ تھی تیر آہ کی دلدوز
درد دل سے نہ تھی وہ گل آگاہ | رو کے کہتی تھی اے مرے اللہ
دونو آنکھین تھین جیسے ابر بہار | ٹوٹتا تھا کبھی نہ اشک کا تار
دیکھ کے اوسکا حال دخت وزیر | کہتی تھی رو کے یہ وہ ماہ منیر
یہ محل والیان غضب کی ہین | اوڑتی چڑیا کے پر گنتی ہین
رنج فرقت کا یکطرف ہوگا | قصہ ذلت کا یکطرف ہوگا
وصل ہوگا نہ پھر نصیب تمہین | نہ نظر آئیگا حبیب تمہین
عزت اپنی گنواؤگی صاحب | آفت اور اونپہ لاؤگی صاحب
کھیل سمجھی ہو عشقبازیکو | اری نادان بنگئین تم تو
کچھ تمہین خیر ہے بتاؤ کیا ہے | عشقبازی کو کھیل سمجھا ہے
دشمنونکے نہین ہین ہوش بجا | خواب و خور بھی ابھی سے چھوٹ گیا
دل مین سمجھا تھا عاشقی گویا | واہ وا واہ وا واہ بوا
اپنی لازم نہین ہے بیتابی | کیون گنواتی ہو اپنا مفت مین جی
کیون گھلی جاتی ہو خدا کے لیے | دل کو بہلاؤ مر نہ ٹپنے کے لیے
کپڑے بدلو ذرہ کرو سنگار | کہکے یہ لین بلائین بھی یکبار
چلو مرتی ہین ہم تو تمکو کیا | اور گذرتی ہین ہم تو تمکو کیا
کوئی رسوا ہمین کرے نکرے | تمہین بدنام کر لو جی بھر کے
مجھکو حیرت تو یہ ہے اے گلتر | کہتا کیا ہوگا وہ خجستہ سیر
نہین معلوم حال کیا ہوگا | بستر غم پہ وہ پڑا ہوگا

پھر تو بعد از تملق بسیار
آیا دستور ملک شیدآباد
پرسش حال شاہ فرمانے
جھک کے تسلیم کرکے دیکے دعا
کہ میرے طرف سے تو کہنا سلام
کیونکہ مین ہون تمہارا دوست قدیم
الغرض ایسی کی سخن سازی
خلعت دی بہا دیا اوسکو
بعد دو چار دنکے وہی فطرت
ہوکی رخصت وہانسی وہ آیا
روز تھا منتظر کب آوے گا
منتظر اوسکا وزیر رہتا تھا
شاہزادیکو پاکی یون مضطر
سحر کی اوسکی گفتگو ہی کی
حد سے زائد عقیل ہے واللہ
اتنے مین آکی ساندنی اسوار
سنتے ہی اس خبر کو وہ سلطان
جبکہ حاضر ہوا وہ پیش حضور
سنتی اک ندیم کو بھیجا
کہکے احوال حال او رضی
جبکہ مین روبروی شاہ گیا
آپکی کی بہت سی کچھ تعریف
سنتی بادشہ نی باد دل شاد
یہ خبر لیکے جب منیر آیا
پھر تو پھولے نہین سماتا تھا

ایک گھڑی مین فی دنون ہوگی سوار
سنکے یہ بادشہ ہوا دل شاد
حد سے بڑھکر کچھ اوسکی عزت کی
عرض کی یون کہ اے شہ والا
بعد اوسکے یہ دیجیو پیغام
اور ہی خلق بھی تمہارا عمیم
ہمزبان ہوگیا وہ ہمراہی
قصر رہنے کو بھی ملا اوسکو
شاہ سے آنکے ہوا رخصت
مثل باد بہار اودھر کو چلا
دیکھیے کیا جواب لاوے گا
صدمہ انتظار سہتا تھا
عرض کرتے تھے اوس سے سب ملکر
باتون باتون مین بادشاہ کو بھی
بات کا خوب جانتا ہے نباہ
کرکے مجرا دعائین دیکی ہزار
دل مین لا انتہا ہوا شادان
نذر دے کے موافق دستور
میرے آنیکا پھر سبب پوچھا
اونسے سلطان کو کر لیا راضی
خلعت فاخرہ مجھے بخشا
حد سے زائد بہا نکی توصیف
خلعت دی بہا کیا امداد
جو سنا تھا تمام عرض کیا
صورت غنچہ مسکراتا تھا

در دولت پہ پہونچے جب آکر
سامنے اپنے اوسکو بلواکر
پھر کہا اپنا مدعا تو کہو
شاہ سمجھا جو ہمارا ہے
کہ مین مشتاق ہون عنایت کا
چاہتا ہون ترقی الفت
سنکے پھر شاہ نے یہ فرمایا
جو یہان اوس سے معرکہ گذرا
پھر تو رخصت کا خلعت اوسکو دیا
اب ذرہ سنئے حال شاہ مراد
شاہزادیکا تھا یہ رنج سے حال
کبھی کہتا نہین ہے صلح کی ڈھنگ
کہ خداوند ہی وہ خوش تقریر
اپنا شیدا اپنا لیا ہوگا
یہ تھی اس گفتگو ہی مین کہ بانون
ہوکی پھر دست بستہ عرض کیا
لوگ کچھ نے بھیجے بہر استقبال
چوم کی فرش اونسی عرض کیا
پہلے تو خوب رعب دکھلایا
رنگ پہلے جما دیا اوسنے
حال پوچھا مزاج عالی کا
پھر کہا کچھ نہین ہے مجھکو کلام
اور بھی کچھ دیا بہت انعام
سنتی شہزادہ نی خبر جسدم
پھر کہا یہ بتاؤ تو جلدی

حاجبون نی یہ عرض کی جاکر
کرکی الطاف اور کرم کی نظر
کسلیے اسطرف کو آئے ہو
اسلیے اوسنی مجھکو بھیجا ہے
مترصد ہون لطف و شفقت کا
ہو اگر مجھپہ آپ کی شفقت
ہمنی پیغام شہ قبول کیا
حال سب اوسنی بقلم لکھا
اور زبانی بہت سا حال کہا
جسنے بھیجا تھا اوسکو عیش آباد
بدر قامت وہ ہوگیا تھا ہلال
ہے یقین مجھکو ہوویگی اب جنگ
باقی رکھی نہ ہوگی کچھ تدبیر
جوکہ مطلب تھا وہ کہا ہوگا
تھا جہان بیٹھا بادشاہ جہان
آیا دستور حضرت والا
تاکہ دی آئین اوسکو بان فی الحال
جب گیا مین تو اے شہ والا
باتون باتون مین پھر یہ فقرہ آیا
تذکرہ بھی سنا دیا اوسنے
اور بہت لطف مجھپہ فرمایا
بسر و چشم ہے قبول پیغام
ہوگیا جس سے شاد وہ گل اندام
فرط شادی سے غش ہوا یہم
کب تلک ہوگی صورت شادی

کون ہی کیا ہی کیون یہ آیا ہے
دیکھو تو اسکا کیا ارادا ہے

پھر سیر و شکار آیا ہے
یا کہ کارزار آیا ہے

کوئی ہی شاہ یا کہ شہزادہ
یا کسیکا یہ ہی فرستادہ

جا کی دریافت کر کی سب احوال
جلد آ کر بیان کرو فی الحال

تاکہ ہو جلد انصرام اسکا
نہین بہتر وہان قیام اسکا

خوف ہی جان کا رعایا کو
ڈر ہوا مال کا برایا کو

پا کی یہ حکم شاہ ایک وزیر
لیکے ہمراہ ایک جمع غفیر

تھا جہان اوسکا خیمہ و خرگاہ
اوسطرف کو چلا بشوکت و جاہ

سنتی ہی اسنی یہ کی تدبیر
پاس اپنی بلایا بی تاخیر

تا لب فرش کر کے استقبال
پاس اپنی بٹھالیا فی الحال

بعد تعظیم عطر و پان دیی
پرسش حال کی بیان کیجی

پھر تو اوسنی بہی گفتگو کر کے
بات کو پہیر پہار ہر در سے

پھلے تو گفتگو کو طول دیا
بعد اوسکے بطور خود یہ کہا

کہ شہنشہ نی میری پوچھا ہی
آپکے آنے کا سبب کیا ہی

گرچہ آنا ہوا ہی بہر شکار
آپکے گھر سے کچھ نہین تکرار

گرچہ ہو قصد جنگ بسم اللہ
بندہ اسمین بھی ہون نہین فی اللہ

دیکھتا ہون فقط جواب کی راہ
تا مسافر کشی نہ ہو واللہ

سنتی ہی یہ عقیل ہنسنی لگا
مسکرا کے یہ اوسکے بعد کہا

میری تسلیم عرض کیجیے گا
بعدہ یہ جواب دیجیے گا

کہ نہ بہر شکار آیا ہون
نہ پئی کارزار آیا ہون

پای بوس حضور ہو نہ لگا جب
من و عن عرض مین کرونگا سب

وہ سخن سازی پھر تو کی اوسدم
کہ اوسی بہی بنالیا ہمدم

بعد کچھ دیر کی وہ ذی فطرت
بخوشی خورمی ہوا رخصت

آ گی یہ پیش شاہ عرض کیا
حسب ارشاد جا کے دیکھ آیا

ہی یہ دستور شاہ شیدا آباد
ہی پیامی بی حصول مراد

خوب ہے خوش بیان خوش تقریر
نیک سیرت وزیر خوش تدبیر

جیسا سلطان نامدار ہی وہ
ویسا دستور ذی وقار ہی وہ

خوب تعریف پھر تو کی اوسکی
خوب توصیف پھر تو کی اوسکی

سنکے تب شاہ نی یہ فرمایا
ساتھ تو کیون نہ اسکو لی آیا

عرض یہ کی بغیر حکم حضور
کسطرح ساتھ لاتا بی دستور

گر ہو ارشاد تو ابھی جاؤن
حکم والا ابھی بجا لاؤن

کہا اچھا تو کل ضرور ضرور
بولا بہتر ہی جو ہی حکم حضور

شاہ کو خوش مزاج کچھ پاکے
خوش بیانی کو کام فرما کر

پھر تو اوسنی بطور خود یہ کہا
کچھ تعجب نہین ہی یہ شاہا

لیکے پیغام شادی آیا ہی
سچ خدایا یہ میرا کہنا ہے

شاہ کہنے لگا یہ کیا ہی ضرور
بولا خوش دیکھتا ہون اوسکو حضور

یہی ایک گھر ہی آپکا لائق
اور ہی کون ہند مین فائق

یان بھی ہی ایک گوہر یکتا
اوسطرف بھی ہی لعل مہر لقا

گر یہ ہی ماہ برج محبوبی
تو وہ ہی مہر منزل خوبی

سنکے اوس سے یہ بادشاہ نے کہا
نہین معلوم مدعا ہے کیا

دیکھو کسواسطے وہ آیا ہے
دیکھو تو کیا پیغام لایا ہے

پھلے کل جا کی اوسکو لی تو آ
دیکھیہ تو ہی بیان اوسکا کیا

جب ہوا شب گذر کی وقت پگاہ
گیا لیکر جلوس و حشم ہمراہ

جا کے پہونچا کہا مبارک ہے
ہی کیا شاہ نی طلب تمکو

الغرض ہمنے کچھ بیان کر کی
رنگ مطلب جما دیا پھلے

پیش گوئی بہی آپکی کر دی ہے
کچھ ثنا خوانی آپکی کی ہے

سنکے اوس سی عقیل کہنے لگا
مرحبا واہ واہ کیا کہنا

مجھسے نا چیز پر عنایت ہے
یہ فقط آپ کی محبت ہے

آپکا کب ادا شکر کرون
گرچہ مین عمر نوح بھی پاؤن

ہو اگر میری بال بال زبان
تو بھی اسکا نہ شکر ہووی بیان

جسطرحسی حضور فرمائین — جان نثار اسکو سبب بجا لائین
دیکھہ ہمت عقیل فرمایا — ہی مناسب کہ اسکو لاؤ بجا
جو ہوا ارشاد وہ بجا لاؤن — جان اپنی نثار کر ڈالون
لیکی سامان جاؤ بادل شاد — سوی والی ملک عیش آباد
پھر یہ کہنا کہ ہی مجھی منظور — تمسی الفت بڑہاؤن تا مقدور
ماورا اسکی رسم دنیا ہے — ایکدن آپکو یہ کرنا ہے
آپ مجھسے ہین خوب سا آگاہ — جانتا ہون ہین آپکو ذی جاہ
گر نہ مانی وہ اسطرح تو ذرا — خوب دیکھلانا رعب تو میرا
آپ ہین شہ تو شہریار ہون مین — اس زمانی مین نامدار ہین ہمین
مین وہ ہون بادشاہ ہفت اقلیم — بخش دیتا ہون اوج اور دیہیم
اوج افلاک پست ہو معلوم — فوج انجم ہو گرو سی معدوم
رستم و سام تھرتھراتی تھے — نام لیکر وہ تیغ اوٹھاتی تھے
سب ہین سامان جنگ کی تیار — نہین یکدم کی دیر ہی زنہار
مگر ای مشفق خجستہ سیر — مجھکو ہرگز نہین یہ مد نظر
بھائی اپنا تمہین سمجھتا ہون — مہر فرما تمہین سمجھتا ہون
جانیے ایک شفیق اپنا قدیم — میرا پیغام کیجیے تسلیم
خود ہی تو اسم با مسمی ہے — احتیاج اور رکھنی کی کیا ہے
کچھہ اوٹھا رکھونگا بہلا حضرت — وقت موقع اگر ملا حضرت
بن پڑی گرچہ کچھہ سخن سازی — ہی یقین آپ بھی ہوا راضی
الغرض پا کی خلعت رخصت — کر گیا کوچ وہ فلک رفعت
جبکہ آیا قریب عیش آباد — تاکی بر خیمہ کر دیا استاد
پہلے جاتے ہی تو کیا مجرا — باندہ کر ہاتھ پھر یہ عرض کیا
رہین دشمن حضور کی پامال — رہی تابندہ نیر اقبال
ہوا استادہ ہی بفر و جلال — ہی وہ رفعت مین بھی سپہر مثال
سنکے یہ شاہ ہوگیا دلگیر — کچھہ سمجھ سوچکر کیا پس و پیش

پھر کہا بادشہ نی ہی منظور — جا ہی پیغام لیکر ایک دستور
اوسنی تسلیم کی عرض کیا — اسی ڈھنگی مین مانگتا تھا عا
اوسکو خلعت دیا بہت بہاری — حکم بہر سفر کیا جاری
جاکی میریطرف سی کہنا سلام — حسب دستور سنت اسلام
چاہتا ہون کہ کچھہ قرابت ہو — مجھہ سی تمسی محبت الفت ہو
ہی یہ فرمودۂ خدا و رسول — میل میرا تمہارا ہی معقول
شاہزادیکو کیجیے جو قبول — عمر بھر شکریہ مین ہون مشغول
کہنا یہ خوب جانتی ہین حضور — کم نہین آپسی ہین تا مقدور
آپ سی ایسا ایک ملک کی ہین — آپ سی سو خراج دیتی ہین
کر دکھا دونگا مین آج اپنا اوج — اوصفا اکرونگا مین اپنی فوج
دھوم تلوار کی سنی ہوگی — کبھی تو گوش زد ہوئی ہوگی
جاینے گا مجھی وہین داخل — کر چکا ہون ارادہ کامل
رنج ناحق سہیگی خلق اللہ — منفعت مین ہونگی اہل شہر تباہ
گرچہ ہین معترف تمہارا شاہ — پر حکومت نہین ہی پیش نگاہ
نہین منظور مجھکو مشفق مین — دوست ہو جائین آپکی دشمن
باقی موقع ہو بات کا جیسا — دینا اوسکا جواب تو ویسا
عرض کی اوسنی جان نثار ہون مین — اسی در کا تو خاکسار ہون مین
حسب خواہش کرونگا اپنا کام — سب بجا لاؤنگا جو ہین احکام
کچھہ نہ آوی فساد کی نوبت — کچھہ نہ آوی عناد کی نوبت
قطع کرتا تہا وہ زیون منزل — جسطرح برج مین مہ کامل
کوٹ گشتی کے دیکھہ ہر کارے — در دولت پہ دوڑتی ہو بجے
دولت و عمر شہ ہو روز افزون — جب تلک ہی یہ گردش گردون
آج زیر قنات شہر پناہ — کسیکا آکی خیمہ و خرگاہ
لاؤ لشکر بھی ساتہ لایا ہی — نہین معلوم کیون وہ آیا ہے
پہر کہا ایک وزیر سی جاؤ — دیکھو تو کیا ہی یہ خبر لاؤ

جھک کے تسلیم وہ بجا لایا
اچھے ہین شاہزادۂ عالم
شاہ نے پوچھا کچھ کہو تو سہی
یعنے اکروز وہ ہوئے جو سوار
شہر کے قرب ایک دیکھا باغ
آئی اوس روز بھی وہ حور نژاد
دم دلاسے سے اونکو لاے ہین
کبھی ہیرا چبا ہی لیتی ہین
منع کرتی ہین تو بگڑتی ہین
بیٹھی بیٹھی بھلا ہے صورت فرہاد
سنکے یہ بادشہ نے فرمایا
ایلچی کو روانہ کرتا ہون
تو تو بہتر ہے کچھ نہین ہے غم
ہوکے رخصت وہانسے با دل شاد
بولا شہزادہ کچھ بتاؤ تو
حال سب عرض پیش شاہ کیا
پوچھا پھر مجھسے کیا ہے تدبیر
کہا اچھا مین کرتا ہون تدبیر
کہا سچ جانیے شہ عالم

پھر دعائین بہت سی دینے لگا
خوش و خرم ہین قبلۂ عالم
ہے مع الخیر وہ گل خوبی
یکطرف کو گئی براے شکار
سیر سے اوسکے دل ہوا پر داغ
شاہزادہ بھی وان تھا با دل شاد
کیا کہین رنج جو اوٹھاے ہین
کبھی افیون کھا ہی لیتی ہین
اور سمجھاتے ہین تو لڑتی ہین
جان شیرین نہ یہ کرین برباد
جا کے میری طرف سے یہ کہنا
اسکی تدبیر کرتا ہون
گر نہ مانا تو پھر لڑینگے ہم
آیا نزدیک غیرت فرہاد
خبر وصل کچھ سناؤ تو
بات کا خوب سا نباہ کیا
جس سے ہو شاد وہ قمر تنویر
آگے جیسی ہو مرضی تقدیر
ہے مجھے آپکے نمک کی قسم
گلے لپٹا کے اوسکو فرمایا

کہ باقبال حضرت اعلی
بسکہ فی الحال ہے شہ عالی
بولا ابن وزیر ہان حضرت
پہونچی جا کر کے ملک عیش آباد
باغ مین اپنی روز شہزادی
دفعتاً عشق ہو گیا پیدا
پر نہین ہین وہ ایک کی سنتی
کھینچلی گاہ خنجر فولاد
ہم غلامونکو ہے یہی خفقان
اطلاعاً یہ عرض کی ہے حضور
کہ نہ گھبراو اے خجستہ سیر
گرچہ منظور کرلیا اوسنے
جس طرح سے بنیگا لینگے
لگا کہنے کہ لیجیے حضرت
کہا حضرت کو باکی رنجیدہ
سنکے احوال قبلۂ عالم
عرض کی مین نے جز وصال صنم
بولا شہزادہ جھوٹھ ہے اللہ
ہے غلامونکا یہ نہین مقدور
آج حق نمک کیا ہے ادا

اور بفضل خداے بے ہمتا
کچھ طبیعت پہ رنج ہے طاری
عشق کی اندنون ہے کچھ شدت
شہر ہے اک کہ گلشن شداد
کی تفریح و سیر آتی تھی
آنکھ لڑتے ہی ہو گیا شیدا
ہین شب و روز اپنا سر دھنتی
چاہتی ہین کہ جان کرین برباد
کہین ایسا نہ ہو کہ کھوئین جان
آگے جیسا ہو آپکو منظور
راحت جان میری نور نظر
شاہزادی کو دیدیا اوسنے
شادی بیشک تمہاری کر دینگے
ہو گیا قاصد اوسطرف رخصت
لیکے ہمراہ چند سنجیدہ
ہوئی اندوہگین بہت اسدم
نہین تسکین ہووے گی یکدم
ایسی قسمت کہان ہماری آہ
جھوٹھ بولین جو آکے پیش حضور

ساقیا دے مجھے شراب کا جام
وہ برانڈی تو اب پلا ساقی
جلد دے ایسی بادۂ گلنار
ایسا بیہوش ہون نہ کچھ سوجھے
سب وزیرونکو اپنے بلوایا

بلانا شاہ مراد کا کل وزراکو اور بیان کرنا حال عاشق ہونے ماہ لقا کا اور عقیل وزیر کو روانہ کرنا پیغام شادی لیکر ادھر واپس آنا حسب مراد

فارغ البال ہجر سے کردے
سب سے اظہار حال فرمایا

الغرض جب چلا گیا تھا نہیر
سنکے سب دنگ ہو گئے اور سلم

جشن شادی کا ہے یہان پیغام
کہ رہے نشہ روح مین باقی
کہ کرے دور سر سے غم کا خمار
سوچ کی بادشہ نے کچھ تدبیر
عرض کی یون کہ قبلۂ عالم

سنکی ابن وزیر شور و فغان
متحیر سا ہو گیا اوس آن
دیکھکر پھر ملال کی صورت
سوچتا تھا وصال کی صورت
اسکو لیکر مکان پر چلیے
فکر وصلت مین ہے قدم دہرے
خاص کمرے مین پڑ رہا جاکر
آہین وہ کھینچتا تھا تفتہ جگر
درد زخم فراق سہتا تھا
تھام کر اپنے دل کو کہتا تھا
کسطرح سی بچیگی جان حزین
کسطرح سی جیونگا مین غمگین
ایک ہفتہ مین یہ ہوا احوال
سانس بھی لینا ہو گیا تھا محال
ہمنشینون سی ہوتی تھی نفرت
بیوقاری کو جانتا عزت
روز و شب اسطرح سی جیتا تھا
اپنا خون جگر وہ پیتا تھا
ایک نوالہ اگر کبھی کھاتا
ہچکیان لیتا اشک بھر لاتا
صاف صید و شکار بھول گیا
کنج عزلت مین تھا پڑا ایک جا
کیون نہ دل اوسکو ہے بھی مہر خیال
یا فقط تو ہی پای بند ملال
الغرض شاہزادہ پر غم
روز و شب تھا اسیر رنج و الم
پر وہ سنتا نہ تھا کسیکی بات
کروٹین لیکے کاٹتا تھا رات
شام سے صبح صبح سے تا شام
نہین لیتا تھا ایکدم آرام
دیکھہ سوئے منیر کہتا تھا
وصل ہمکو نصیب ہوگا بھلا
کون دن ہوگا وہ بھلا ایسا
جس مین ہاتھ آئیگی وہ مہ سیما
جبکہ دیکھا یہ حال شیدائی
عقل ابن وزیر گھبرائی
الغرض لیکے لوگ خضر نظیر
ایک کمرے مین جا کی بیٹھا منیر
کہین ایسا نہو وہ دلدادہ
جان دینی پہ ہوی آمادہ
کرتا اب وہ کنا نہین کچھہ سود
جوش وحشت ہی ہر گھڑی افزود
سبکی تجویز کی کہ یہان سی چلو
حال سب جا کی بادشہ سی کہو
عرض بیگی نے جا کی عرض کیا
در پہ حاضر ہے خادم ادنا
سنکی شاہ نے کہا لاؤ
کیون وہ آیا ہی جلد بلواؤ
بیٹا دیکھا جو ابن خوش تدبیر
شاہ نی پوچھا کیون کہو تو منیر

درد دل سی ہوا ہر ایک گاہ
لیگئی پھر بخیمہ و خرگاہ
کوئی تدبیر جب نہ بن آئی
دلمین سوچا وہ اپنی شیدائی
جبکہ گھر گشتہ فراق آیا
غرق دریای اشتیاق آیا
برق فرقت سی جی جو گھبراتا
ابر مژگان سی خون برساتا
مرض عشق سی تھا آگاہ
کیا ہوا مجھکو ای میرے اللہ
تپ فرقت جگر جلاتی ہے
خواہش دید جان گھٹاتی ہے
ہر گھڑی سانس ٹھنڈی بھرنے لگا
فرش غم پر تڑپ کی مرنے لگا
تھا خموشی سی ہر گھڑی ہمدم
جب پڑا تھا میان بستر غم
سامنی کوئی خاصہ لاتا اگر
کبھی سنی سی اوٹھتا خستہ جگر
لخت دل اوسکو تھی بجای کباب
خون پیتا تھا وہ بجای شراب
اپنے کمرے مین بیٹھ کر تنہا
دل سی ہر دن وہ باتین کرتا تھا
درد فرقت مین وہ بت مے نوش
ہوگی مانند میری کیا بیہوش
دیکھہ اوسکو منیر یون گریان
قصے کرتا تھا دل لگی کی بیان
دن تو یونہین اوسی گذرتا تھا
شبکو اختر شماری کرتا تھا
اس مصیبت مین عمر کٹتی تھی
دیکھہ کر سبکی چھاتی پھٹتی تھی
کیون جی ہم بھی ہین ایسے خوش قسمت
دور ہووی گی یہ شب فرقت
سنکے کہتا تھا وہ کہ ای حضرت
دیکھیے آتی ہی شب وصلت
جو تھی اوسکے رفیق اور ہمدم
اور زنانے نیکے حال سی محرم
مشورت اسکی سب سے کرنے لگا
غم سی شہزادی کی وہ ڈرنے لگا
گر ہوا اوسکا رونگٹا میلا
جان پر سب کے ہوگا حشر بپا
اب کرین کیا علاج بتلاؤ
جس سی تسکین اوسکو پیدا ہو
متفق رای ہوگی سب باہم
در دولت پہ پہونچ وہ پر غم
یعنی ابن وزیر آیا ہے
ساتھ کچھہ آدمی بھی لایا ہے
جبکہ حاضر ہوا وہ پیش حضور
کرکے مجرا موافق دستور
شاہزادہ تمہارا اچھا ہی
سست کیون ہوگیا ہے کیسا ہے

گر مٹا دی تو میری دل کا خار
مسکرا کر وہ بولی بانی زور
جا کی ٹھہلا دیا جو اوسکی قرین
نام سے اپنی کچھہ نشان دیجی
نام ہی پادشہ کا شاہ مراد
لیکن ای تاجدار کشور حسن
نرگسین چشم کا ہوا بیمار
چاہتی تھی گلے سے لپٹالے
فکر وصلت مین ہو کر دیوانی
دل نہین مانتا ہی کیا کیجے
کچھہ نہین ہای پاس رسوائی
مفت بدنامی ہووگی حاصل
ایسی تدبیر کوئی کامل ہو
کہین ماباپ ہو یہ خود جاکر
اس سی بہتر نہین کوئی تدبیر
تاب فرقت نہین گوارا ہے
جو کہا تو نی سچ کہا ای حور
دیکہی بن زندگی نہین ہوگی
چاہیی آدمی کو نا مقدور
کہنا میرا تو مانیی حضرت
سوبچی دونون کہ سچ یہ کہتی ہی
پہر تو دخت وزیر نی یہ کہا
اوٹھی دونو غرض بحسرت و یاس
دو تو راہی ہوئی
ہمتو مجروح تیغ ناز ہوے

جو دکہا دی مجہی تو صورت یار
یاد کیا کیجیی گا جلیی حضور
ہو نہ چھپا نی لگی وہ شرم آگین
جان مضطر کو اب امان دیجی
ہی وطن میرا ملک شیدآباد
قمر دلبری و اختر حسن
دلمین باقی نہین ہی صبر و قرار
جان تک بہی تصدق اسکی کری
چاہتی وصل تھی بآسانی
صورت وصل کچھہ بتا دی مجہی
لوگ دشمن ہوے ہین سودائی
باپ ماں بہی ہین آپکی قاتل
وصل معشوق جس سے حاصل ہو
رقعہ شادی کا بہیجین اگر گہر
سنکے وہ اس نگار کی تقریر
نہین قابو مین دل ہمارا ہے
کیا کہون اپنی دل سی ہون مجبور
مین کہین جان کہین ہو گی
ہاتہ سی دی کبہی نہ عقل و شعور
خیر خواہ اپنا جانیی حضرت
ہی یہ دلسوز رنج سہتی ہی
اب مناسب نہین قیام اسجا
جان بیچین دل اداس اوٹھکر
یہ چلا باغ سی طپیدہ جگر
زخم الفت سی سرفراز ہوے

جو تو پوچھی گی مین بتاؤنگا
الغرض اوسکو لیگئی اوسجا
پہر اشارہ کیسی اوس پریرو کی
بولا بھر کر وہ آہ دلدادہ
افسر سروران ہے شاہ شہان
نیم بسمل کیا ہی تو نی بری
شاہزادی بہی دل سی تہی شیدا
دل تو بیچین ہو گیا اوسکو
دیکہکر سمت اپنی دخت وزیر
بولی گھبرا کر اوس سی یون ٹوٹا
ساتہ جو جو کہ ہین تمہین حضور
میری نزدیک تو ہی یہ لازم
یہ بہی کچھہ ضبط کام فرماوین
ہی یقین وہ قبول ہو جاوے
بولی اوٹھی کہ کیا کرون آہ
اشک خونی بہا کی شہزادہ
صورت زیست تو بتادی مجہی
بولی لوٹا کہ جانتی ہون سب
اسمین بدنامی اور پشیمانی
صبر ہر چند تلخ ہی لیکن
اتنی مین دن ڈہلا شام ہوئی
آپ بہی فکر کچھہ کرین جاکر
چشم حسرت سی دیکہتی وہ چلی
درگلزار پر جو مین آیا
جان قابو مین ہی نہین ہیہات

عذر کچھہ درمیان نہ لاؤنگا
تہی جہان منتظر وہ مہپارہ
بولی دخت وزیر خوش ہو نے
ہو نہین منفعل کیا تمنی شہزادہ
باج دیتی ہین خسروان جہان
جان بیچین ہی بہت میری
خواہش وصل جو ہوئی پیدا
جام الفت پلا دیا اوسکو
بولی حسرت سی کیا کرون تدبیر
ای لی کیسا یہ تمکو خبط ہوا
ہی کردین گی آپکو مشہور
آپ دولت سرا کی ہون عازم
ٹہنڈی ٹہنڈی یہ گہر چلی جاوین
خواہش دل حصول ہو جاوے
طپش دل کا ہی متصل اللہ
رو کی کہنی لگا وہ دلدادہ
ضبط کا ڈہنگ کچھ سکہا دی مجہی
میری کہنی کا اور ہی مطلب
ہوگی حاصل کرو نہ نادانی
پہل ہی میٹھا جو صبر کیجی دن
روشنی مہر کی تمام ہوئی
ہم ادہر جائین انہین لیکر
انگہہ سی اسکی جو ی اشک بہی
دیکہہ سوے منیر فرمایا
دل ہی پہلو مین ہی نہین ہیہات

بولی پھر ناز سے وہ عیارہ
سب ٹھٹھک کی رنگش او سجا
عالم غش مین ہی پڑا وہ گل
جلد جاکر کے بید مشک منگاو
اوسکی تنہائی دیکھ گھبرائی
مونہہ پہ مونہہ رکھکے خوب پیار کیا
دل مضطر کو جب چین آیا
کسلیے چپ ہو کچھ بیان تو کرو
قطرۂ اشک جو پڑے مونہہ پہ
زانوے یار پر ہی سر اپنا
آئی اتنے مین وہ مڑکر لوٹا
آئی جسدم قریب تخت ذرا
اتنے مین دیکھ سوئے شہزادہ
بولی شہزادی جا تو پاس ذرا
سنکے شہزادی ہوگی رنجیدہ
ہمتو مرتی ہین جان جاتی ہے
منفعل ہوکے بولی اچھی ہون
حکم ہووے تو مین انہین لیکے
گر تو کو آئی اوسکو تیرے قرین
جلیے کمرے مین دیکھئے لائی
ہنسکے کہنے لگی کہو صاحب
جب بولا تو ہنس کے کہنے لگی
کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا
ابتو قیدی ہون زلف یار کا مین
باغبان ہون نہین باغ الفت کا

کیسی بی رحم ہی تو مکارہ
پھر کسی نی بھی کچھ نہ دم مارا
مثل تصویر پیکر بلبل
او چنبیل کنگھی کا کٹورا لاؤ
بر سر رحم وہ پری آئی
نقد جان و جگر نثار کیا
پھر تو بیساختہ یہ فرمایا
جان مضطر ہی مونہہ سے تو بولو
کر گئے کام عطر کا اکسیر
نجم طالع نے جلوہ گر اپنا
شرم سے اوس پری کا جی جھپا
گلے لپٹا کے بولی اوسکو شیر
لگی گھبرا کے کہنے عیارہ
پوچھ تو کون ہے اور نام ہے کیا
بولی اوس سے وہ یون ستمدیدہ
آپ کو آبرو کی آتی ہے
حکم ہو والا بجا ہی لاتی ہون
آؤن فوراً حضور کے آگے
کرے احسان مجھپہ ماہ جبین
کہکے اوسطرف کو ہوئی راہی
سرو کس بوستان کی ہو صاحب
کیا ہو گونگے زبان نہین ہلتی
آہ چپ بھی رہا نہین جاتا
ابتو بلبل ہون گلعذار کا مین
پھول ہون گلشن محبت کا

کہکے پھر ناز سے اوٹھی یکبار
دیکھتی کیا ہے وہ بت خوشخو
بولی شہزادی وہ کر تدبیر
سبکی سب باختہ حواس اوسنے
چٹ سے جا کر اوٹھا لیا اوسکو
بعد اوسکے اوٹھا کے سر اوسکا
آنکھین تو کھولیے خدا کے لیے
پھر تو لیکے بلائین سو سو بار
کھول دی آنکھ پاکی یار کی بو
ہوش مین پاکے اوسکو شہزادی
ناز سے شرم سے حیا سے وہ حور
نشست کسواسطے کھڑی ہین حضور
ابھی یہ شخص تنہا زمین پہ پڑا
لگی کہنے کہ مین نہ جاؤن گی
کیون یہی شرط جان نثار رہی ہے
سنکے وہ اس نگار کی تقریر
قصر گلشن مین جا کے ٹھہرین آپ
سنکے وہ حور ہوگئی بیتاب
بولی لیکر بلائین اوسکی شتاب
شاہزادی اودھر ہوئی داخل
کسلیے آئے ہو بتاؤ تو
سنکے یہ بات جو اوٹھائی نگاہ
کیا کہون کون ہون بتاؤن کیا
اب ہدف ہون مین تیر مژگان کا
عشق بازی مین گریہ صورت ہے

چلی اوسطرف مثل باد بہار
یک جوان ہے حسین اور خوش رو
جس سے ہو ہوش مین یہ ماہ منیر
دیکھکر دوڑین یعنی وہ اسکو
گلے اپنے لگا لیا اوسکو
پیار سے اپنی گود مین رکھا
مونہہ سے تو بولیو خدا کے لیے
روئی دل کھول کر وہ زار قطار
دیکھتا کیا ہی وہ جوان خوشخو
غوطہ خور بحر حیا کی ہوئی
ہنس گئی شاہزادی اوس سے دوکو
کہیے لونڈی سے کچھ مدعا ہے قصور
بولی اچھا بھلا ہے اوٹھ بیٹھا
جا کے کیا آبرو گنواؤن گی
واہ کیا ہی وفا شعار سی ہے
بن گئی مثل پیکر تصویر
خاص کمرے مین جا کے ٹھہرین آپ
بولی خوش ہو کے واہ واہ شاباش
کیون گنہگار کر رہی ہین جناب
شاہزادی یہ ہوئی واصل
حال دل کا مجھے سناؤ تو
بولا اوس ماہ سے وہ بھر کے آہ
میری تقدیر لائی ہے اسجا
اور مقتول تیغ ہجران کا
کون اب زندگی کی صورت ہے

یا کہ تھی بحر حسن کی وہ حباب — تھی فرشتی بھی دیکھکر بیتاب
وصف موی کمر بہت ہی محال — کھینچ سکتا ہی کون بال کی کھال
بازوؤن پر وہ نورتن جوشن — طوق تھی چنپد زینت گردن
پھنی پازیب و رچھڑی چھاگل — چال مین ایک عجیب تھا چھل بل
وہ دوپٹہ کریپ کا ہلکا — پڑا کندھونپہ سر سی کچھ ڈہلکا
سبز اطلس کا پائجامہ تھا — سرخ اوسمین لگا ہوا نیفا
جال گوٹیکا جسمین ہاہی نشست — کارچوبی بنت جٹی یک مشت
پاؤنمین پھنی ایک جڑاؤ اوٹ — دل عاشق لیا تھا جسنی لوٹ
سیر گلزار مین ہوئی مشغول — ہاتھ مین یک لیی گلاب کا پھول
پائنچے ناز سے اوٹھاتی ہوئی — ہر قدم پر وہ لڑکھڑاتی ہوئی
اوسطرف کو چلی بہ غنچہ و ناز — جسطرف تھا وہ دلبر دمساز
دیکھا اوس ماہ وش کو تھا بیتاب — تھا تپان مثل ماہی بی آب
کہ درختون سی ایک ماہ امید — ہی نمایان بصورت خورشید
یا کہ یہ ماہ چرخ چارم ہے — دیکھکر عقل میری تو گم ہے
عقل و ہوش و خرد کو دور کیا — دونون کی دل کو ناصبور کیا
یہ تھی حیران کہ کیا ہوا یارب — وہ تھا ششدر کھڑا از رہ عجب
تیغ ابرو نے کر دیا برباد — نوک مژگان تھی خنجر فولاد
دل سنبھالا بہت سنبھل نسکا — گر پڑے بیہوش ہو گیا سکتا
گرد پھر پھر کے اوسکی رونے لگی — اوسکو نسی لبی مونہہ کو دہونے لگی
ہوش مین آ گئی وہ بت رعنا — ابھی دونگی تیرا اکھڑ اودونا
کوئی تختی لشب کی دہوتی تھی — کوئی پھر پھر کی گرد روتی تھی
کوئی خس کوئی لخلخا لاکر — کوئی لٹھی سونگھا رہی تھی تر
کوئی لیکر بلائین کہنے لگی — اب تو ٹھہرا ہی کچھ غضو کا جی
سب نے چاہا کہ اسجگہہ سی نہین — قصر گلشن مین جلد ہی لیکے چلین
بولی اوسمین سی ایک مہ پارہ — کوئی کیا جانی کون ہی مردہ

گلشن حسن مین لگی تھی انار — جان عشاق جسپہ ہوتی نثار
ایسا ایک ہار تہا گلے مین پڑا — جسطرح کا جواہر اوسمین جڑا
اونگلیونمین انگوٹھی اور چھلی — بیش قیمت جواہرات جڑے
پھنی پوشاک ایسی خوش اسلوب — ایک مانی کو جو کہ ہو مرغوب
اور لاہی کی وہ کسی کرتی — جا بجا بن غضب کا او شوخی
سرخ اطلس کی اوسمین جوڑی گوٹ — دل عشاق جسپہ جائی لوٹ
وہ کمر بند غیرت اختر — عقد پروین تھا یا کہ گنج گہر
الغرض ناز سی لچکتی ہوئی — سیر گلشن کیواسطے وہ چلی
دہنی بائین خواصین کچھ ہمراز — فرحان فرحان چلین جلو مین ناز
چال چلتی تھی جیسی برق و شرار — اور لچکتی تھی جسطرح تلوار
جیسی اوس گل کو اوسنی دیکھا تھا — مثل بلبل تڑ اتڑپتا تھا
جاتی جاتی قریب جا پہونچی — دور سی دیکھتی ہی کیا وہ پری
یا کہ محشر ہوا ہی آج بپا — کیون ہی نزدیک آفتاب آیا
یہ تو اس فکر مین ہوئی مضطر — حضرت عشق نی وہین آکر
آتش عشق نی جلا ہی دل — ہو گئے مثل طائر بسمل
تیر چلنے لگے نگاہونکے — دل ہوئی زخمی بیگناہونکے
الغرض دونو ہوئی خستہ جگر — خاک پر گر پڑی غش کھاکر
دیکھتی ہی یہ حال دخت وزیر — ہو گئی بدحواس اور دلگیر
کبھی دم کر کے اوسپہ نادعلی — یہی کہتی تھی ای میری والی
سب خواصین تھین اوسکی گرد آکر — سو طرح دلمین کرتی تھین سوچ
سوزہ چن کوئی لگی ترہنے — عطر لیکر کوئی لگی بر ہنے
ہوش مین جبکہ آئی حسن آرا — یہی سب نے کہا کہ شکر خدا
کوئی کہتی تھی پان کھا لیجی تو — جی ہی کیسا ذرا بتائے تو
شاہزادی نی پھر کہا لوگو — کون ہے یہ پڑا ہوا دیکھو
ہوگا کوئی پڑا ہوا ای حور — گیا غرض آپکو ہی ایسی حضور

رنگ لالہ کہین یہ لایا تھا
کبھی کرتا تھا کوچ گاہ مقام
جسکو دیکھا اوسی حسین پایا
ایک اہی سے یہ کہا کہ بیان
نام سنکر وہ بیقرار ہوا
ایک عمارت تھی عالیشان کھڑی
دیکھی در پہ کھڑے ہی ہو دربان
سبکو ٹھہرا کے باغ کے در پر
باغ ایسا سجا ہوا دیکھا
اوسطرف سے تو یہ ہوا داخل
سیر گہ اوس پری کی تھی جا
شوق دیدار مین وہ ماہ منیر
نام اس حور کا تھا حسن آرا
سب سے رکھتی تھی قد جو وہ چھوٹا
تیرہوان سال یا کہ چودہوان سال
مانگ تھی یا کہ راہ کشور حسن
اسطرح الجھاتے تھے دونو خم
لال لال اوسکی آنکھ کے ڈورے
کان تھے کان در محبوبی
گل عارض تھی غیرت گلشن
لب بند ہی جاتی تھی بوقت کلام
ہین غلط گو جو کہتے ہین معدوم
تھی ذقن اوسکی اختر تابان
مثل خورشید با صفا تھا گلا
سینہ تھا ایک تختہ سیمین

فرش سبزہ کہین بچھایا تھا
یہی رہتا تھا اوسکا شغل مدام
ہر پری رو کو مہ جبین پایا
کیا ہی نام اسکا دیر بلبل جہان
تیز رو مثل جویبار ہوا
طاق محراب سے جو آنکھ لڑی
مثل دربان روضۂ رضوان
تن تنہا چلا گیا اندر
کہ نظر سے کبھی نہ گذرا تھا
دوسرے در سے آئی شہ کی محل
روز آتی تھی اوسمین حور لقا
تھا کھڑا مثل پیکر تصویر
ساتھہ اوسکی تھی ایک مہ پارا
نام زرد ہو گئی تھی وہ بوٹا
تھی وہ ماہ دو ہفتہ بدر جمال
چہرہ تھا یا کہ شاہ کشور حسن
جسطرح مار سرخ ہون باہم
دل عاشق پہ ڈالتی ڈورے
نرمۂ گوش معدن خوبی
حور سے بڑھ کے تھی وہ رشک چمن
ایسی شیرین دہن تھی وہ گلفام
تھا یہ ثابت کہ ہی دہن موہوم
یا کہ تھا سیب روضۂ رضوان
نور کی سانچی مین ڈھلا تھا گلا
یا کہ یک لوح تھی وہ نور آگین

روز وہ سیر باغ کرتا تھا
جبکہ اقلیم غیر مین پہونچا
جب عمارات شہر آئی نظر
بولا وہ ہے یہ گلشن شداد
آگے گیا دیکھتا ہے وہ گل تر
طاق ابرو سے مہوشان پایا
پی انعام جب سلام کیا
بیمحابا چلا گیا اوسمین
دیکھے سامان باغ کے سارے
یعنی وہ بنت شاہ عیش آباد
سنکے آمد کو اوسکی شہزادہ
باغ مین وہ پری ہوئی داخل
وہ تھی دخت وزیر اوس گل کی
ہاتھ مین ہاتھ اوسکے لیکا تھا
بادۂ ناز سے وہ جکنا چور
سرخ موباف گوٹیکی تحریر
تیر مژگان کمان ابرو تھی
آنکھ تھی یا کہ تھی شراب کے جام
مہر تہا پیش عارض رنگین
لب نازک تھی اسکے وہ یاقوت
مثل عنقا نہ تھا نشان دہن
دانت الماس تھے ویا گوہر
شعلۂ طور سے بھی تھا شفاف
سینہ تھا صاف آب کی مانند
چھاتیان تھین ویا کہ تھی بلور

روز گلگشت باغ کرتا تھا
اور ہی رنگ ڈھنگ کچھ دیکھا
دیکھ آئینہ سا ہوا ششدر
لوگ کہتے ہین اسکو عیش آباد
چمن خلد سا ہے پیش نظر
دیکھا پھاٹک کھلا ہوا اوسکا
شاہزادی نے زربیت سا دیا
کچھ نہ خوف و خطر کیا دلمین
نہرین جاری تھین و فوارے
باغمین اپنی آئی با دل شاد
کنج گلشن مین چھپ گیا یکجا
جسطرح برج مین مہ کامل
وہ تھی ہر دم مشیر اوس گل کی
شغل ہر وقت مے لبریکا تھا
اپنے جوبن پہ آپ ہی مغرور
پیچ شفاف جسطرح تصویر
نرگسی چشم اوسکی جادو تھی
یا کہ تھی سحر ساحری کا دام
جسطرح آگے چاند کی پروین
تھا عقیق یمن کو جس سے سکوت
تھا تکلم سے ہان گمان دہن
چھانتی تھی وہ موتیونکی جگر
صورت جام نو تھا وہ صاف
چھاتیان تھین حباب کے مانند
یا کہ تھی دو شرارۂ شعلہ طور

ملک گیا تھا کہ گلشن شداد
سب تھی فکر شہ سے آزاد
کوئی مفلس تھا نہ کوئی غریب
طرفہ تھا شہر اور مقام عجیب

شب تو تھی شب برات دن تھا عید
رنج رہتا تھا اوسجگہ سے بعید
باغ گلشن تھے جابجا تیار
نہرین جاری تھین مثل ابر بہار

ساکن شہر سب تھے ماہ جبین
رشک افزای لعبتان چین
عشق انگیز تھا ہر ایک کوچہ
الفت آمیز تھا ہر ایک کوچہ

سبکو تھا شوق عشقبازی کا
دلمین تھا جوش جانگدازی کا
شمع وہ جسکو دیکھتا کوئی
مثل پروانہ اپنا کھوتا جی

گلشن شہر مین جہان گل تھا
ساتھ ہی اوسکے ایک بلبل تھا
جسجگہ کوئی دلربا جاتا
پیچھے بیدل بھی تھا چلا جاتا

یہ تھی توقیر عاشقان اوسجا
سب کو پیاری تھی بلبل شیدا
الغرض وہ وہان شاہی مین
خاص قصر جہان پناہی مین

ایک اختر تھا برج الفت کا
ماہ دیباچہ تھا خلافت کا
نام رکھا تھا اوس پریرو کا
دیکھکر صورت اوسکی ماہ لقا

بسکہ صورت تھی جانفزا اوسکی
شیر تھا دایہ کا غذا اوسکی
جب بفضل خدا لگا چلنے
پاؤن اوسنے زمین پر رکھے

شادی جبکہ دیکھا نام خدا
وقت تعلیم اوسکا آپہونچا
پھر تو کس دھوم سے کیا مکتب
محفل جشن تھی مہیا سب

چند لقمان صفت ادیب حکیم
کیے تجویز تا کرین تعلیم
تھا وہ ایسا عقیل و ذہن رسا
چند عرصہ مین ہوگیا یکتا

کرکے تحصیل نکتہ دانی کو
پڑھ چکا منطق و معانی کو
پڑھ کے معقول خوب و منقول
ہوا علامۂ فروع و اصول

لگا کرنے مجسطی کی صحبت
علم و حکمت کی یہ ہوئی شہرت
کہ اشارات و شفا مین بھی
گردش ارض و سما مین بھی

اعتراضات کرتا تھا بدلیل
چشم بد دور اسطرح تھا عقیل
تھا محقق وہ علم ہیئت کا
تھا عجب ڈھنگ کچھ طبیعت کا

جب بفضل خدا جوان ہوا
کیا کہون کیسا پہلوان ہوا
سکت ایسی کہ رستم و سہراب
لا نہ سکتی تھی اوسکی زور کی تاب

سب لپٹ جائین اوسکو گر یکبار
پھینکدیتا وہ جیسے ہو اک ہار
حسن خالق نے وہ کیا تھا عطا
مہر کامل کی ہووے جیسے ضیا

دل جو راغب سپہ گری کا ہوا
نیزہ و تیر مین ہوا یکتا
چند ہی روز مین وہ نام آور
بات کرنے لگا بہ تیغ و تبر

قدر انداز ہوگیا ایسا
جسکو تاکا نہ اوسکو پھر چھوڑا
جتنی باتین سپہ گری کی تھین
جتنی گھاتین سپہ گری کی تھین

چند عرصہ مین ہوگیا مشتاق
سب فنون مین وہ ہوگیا جب طاق
بادشاہی کا کام کرنے لگا
ملک کا انتظام کرنے لگا

ساتھ رہتا تھا اوسکے ابن وزیر
لوگ کہتے تھے ماہ و شمس کو منیر
بہر تفریح اور برای شکار
قصد کرتا تھا جانب کہسار

سیر ملکون کی تھی اوسے مرغوب
تھا ہنر سے سفر کا ماہر خوب
ایک جا پر اوسے قیام نہ تھا
منزل عشق سے مقام نہ تھا

دور دے ایسی مے کا تو ساقی
نرہی درد سر مجھے باقی

جام کو اسطرحسے گردوان
دورۂ چرخ جس سے ہو بیجان

چلتے چلتے مین تھک کے بیٹھ رہون
گر مسیحا بھی قم کہے نہ اوٹھون

جانا شاہزادے کا واسطے شکار کے اور پہونچنا ملک عشق آباد مین اور دیکھنا شاہزادی حسن آرا کو باغ مین اور عاشق ہونا

جا پڑا اتفاق سے یکبار
سوی صحرای غیرت گلزار
اوسکو آب و ہوا جو خوش آئی
ہوا وہ ایک سمت کو راہی

کسی جا پہ ندی جو بہتی تھی
پاٹ رہی یکطرف سے گذرتی تھی
کہیں دیتا سنائی ہو کا شور
چھائی تھی ایک جا گھٹا گھنگھور

سن تو ای میری باغبان سخن
کردی آراستہ تو یک گلشن

جودت طبع کا بتا کر چمن
گل مضمون کھلا بہ نخل سخن

خوش بیانی سی آبیاری دی
داد بندش سخن و رونق لی

کیسے کیسے ہین خوش بیان اسجا
شعر گوئی کا جنکے ہی شہرا

بادشاہ سخنوری ہین وہ
گوہر تاج برتری ہین وہ

دم سے اونکے ہی لکھنؤ آباد
بادشاہ سخن ہی اونسی مراد

یہ اونہین کی قدم کی برکت ہے
فیض صحبت ہے اور عنایت ہے

چاہتا ہون کہ اب اوٹھاؤن قلم
کرون یک قصہ مختصر سا رقم

ورنہ مین بزبان ہیچمدان
کھول سکتا تہا انکی آگی زبان

جانتا ہون کہ سبکی سب استاد
جانکر اپنا بندۂ آزاد

غلطی کو معاف کردینگے
تیرگی اسکی صاف کردینگے

عیب کو میری وہ چھپا لینگے
بگڑی بات کو وہ بنا لینگے

حاسدونکا یہان پہ ذکر نہین
عیب جوئی کی اونکی فکر نہین

کور ہین اور بی بصر مطلق
نیک و بد سی ہین بیخبر مطلق

جو خطا سہو کار انسان ہے
کوئی اس سی نہین گریزان ہے

کون ایسا ہی جو خطا نکری
آئی تو کوئی سامنی میری

کوئی دنیا مین تو نہین ایسا
جو کسی علم مین کرے نہ خطا

ہر زبان پر مثل یہ جاری ہے
جو ہی بیعیب ذات باری ہے

اور اگرچہ کریگا کد کوئی
دونگا اوستاد کی سند کوئی

گر نہ اسکو سند کریگا کوئی
ہوگا اوسکا جواب خاموشی

گر بجا ہوگا اعتراض اونکا
بسر و چشم مین کہونگا بجا

سچ تو یہ ہی کہ درمیان جہان
جسکو چاہی وہ خالق یزدان

دیدی ادنی کو رتبہ اعلی
اور اعلی کو کردی وہ ادنی

چاہی جسکے سخن کو کر دی قبول
نظر اہل دل مین ہو مقبول

آغاز داستان پیدا ہونا شاہزادہ ماہ لقا کا اور جوان ہونا اوس مہر سیما کا

ساقیا دی وہ بادۂ سر جوش
کہ نہ باقی رہی ذرا بھی ہوش

ساقیا دی شراب عشق انگیز
ساتہ لا نقل دل نمک آمیز

جوش سی جسکی مین بیان کہون
ایک عاشق کا تذکرہ لکہون

قصہ خوانان قصہ ہای کہن
سینہ ریشان بنالہ و شیون

کرتی ہین اسطرحسی اسکو بیان
ایک تہا بادشاہ ہندوستان

تاج بخش شہنشہان تہا وہ
عادل و خسرو زمان تہا وہ

باج دیتی تہی روسی و فغفور چین
تہی بزیر نگین تتار و چین

تہا بہت خوش مزاج اور رنگین
ربع مسکون تہا اوسکے زیر نگین

کیا کہون اوج کچھ زبان نہین
کرسی شہ تہی مثل عرش برین

فوج اتنی تہی اوسکے بہر نبرد
فوج انجم تہی جسکے آگے گرد

جود و بخشش کا کچھ بیان نہین
کیا کہی کلک کی زبان نہین

حاتم آسا تہی اوسکے در کی گدا
تہا سخی ایسا وہ شہ والا

عہد مین اوسکے عدل تہا ہر سو
شیر کا گھر تہا مسکن آہو

مادہ گرگ دیکہہ بچہ میش
دودہ دینی کو دوڑتی تہی ہمیش

عقل ہوتی تہی اسجگہ پر دنگ
گاہ کرکرسی کانپتا تہا پلنگ

دشت مین جو درندی تہی قائم
پاسبان تہی جرندونکی دائم

تہا شجاعت مین اسکی لاثانی
نصرت ادنی تہی اوسکی یک بندی

رستم و سام اور نریمان و زال
آگی اوسکی تہی سب طفل مثال

جب کیا زیب تن کبھی جوشن
کانپ اوٹھا لحد مین اونکی تن

لوگ کہتی تہی اوسکو شاہ مراد
نام تہا تخت گہ کا شہید آباد

سب مکانات و شہر نور آگین
حور غلمان تہی اوسجگہ کی مکین

نور کی کوٹہی اسطرح تہی سجی
جسطرح سی ہی نور بخش بنی

برج تہی وہ سنہری انور افزا
کسب کرتا تہا جنسی مہر ضیا

سب رعایا ہی ملک خوش اور شاد
تہی فرشتہ صفت او حور نژاد

سبب نظم کتاب و آمدن خود از شہر لکھنؤ در قصبۂ سلون بباعث ملازمی سرکار

ساقیا ہے یہ محفل تعظیم / جلد مجھکو پلا مے تسنیم
جام سے تیری فیضیاب ہوئیں / قابل مدح شیخ و شاب ہوئیں
ہوکے مخمور تیری صہبا کا / دیکھوں بزم کمال کا جلسا
ہوں محبت کی کیف سے دلشاد / تار ہیں مجھکو سب احبا یاد
اتفاقاً یہ خادم احباب / خاکپاے قدوم شیخ و شاب
گردش خرچ اور زمانے سے / اور تقاضاے آب و دانے سے
ہوا وارد سلون میں یکبار / دیکھی اوس باغ میں عجیب بہار
سکۂ بخت جو مرا چمکا / زیر اقدام اشرفی ہوگا
پایا حضرت کو سر سے تا پا نور / رحمت حق کا دیکھا اونمیں ظہور
شان معبود کی نظر آئی / قدرت کبریا دکھائی دی
حاتم عصر تاج بخش شہان / عارف کامل و قطب زمان
دیکھو جو اونکے عرب کا جلوہ / آب ہوجاے شیر کا زہرہ
شعرگوئی کا دیکھا یہ ملکا / جیتے ہوتے جو آتش و سودا
اپنی لکھے کو بیٹھ کر روتے / آکے شاگرد آپکے ہوتے
دو ہیں اس بادشہ کے نور نظر / عابد و زاہد و خجستہ سیر
دونوں ذی رتبہ او سپہر جناب / ایک ہیں آفتاب یک مہتاب
مہدی باعطا شہ ذیجاہ / ہیں ولیعہد پیش شاہنشاہ
خلق کا اونکی کیا کروں میں بیان / ایک عالم ہے بندۂ احسان
دے ہیں ایسا خدائی بخشا ہے / نہیں جسکا نظیر پیدا ہے
ہیں وہ قاری و حافظ قرآن / عالم و شاعر و ریاضی دان
چھوٹے صاحب ہیں کان فیض سخا / نام ہے حضرت حسام عطا
رہیں ظل کریم میں دائم / جلوہ محقق رہے سدا قائم
اور مجمع ہے کاملوں کا یہاں / ہیگا ہر ایک ثانی سحبان
جبکہ حضرت نے لطف فرمایا / پھر تو ہر روز میں وہاں پہنچا
پائی جب دولت قدمبوسی / پھر تو ہر یک سے رسم و راہ ہوئی
ایک مشفق ہیں میر مہدی حسین / ہیں وہ شیریں بیان اہل سخن
ایکدن مجھکو سرفراز کیا / ہوا شعر و سخن کا کچھ چرچا
لگے فرمانے وہ براہ کرم / چاہیے کرنا ایک قصہ رقم
مینے ہر چند عذر پیش کیا / پر نہ مانا ذرہ میرا کہنا
الغرض ہوگئی آخرش مجبور / کیا ارشاد اونکا بھی منظور
ایک قدیمی ہیں مہربان میرے / اتفاقات سے یہاں آئے
ہیگا ہر ایک فن اونکو کمال / ہیں وہ شاعر طبیب اور رمال
خوب تحریر ہے خفی و جلی / ہیں وہ درویش صوفی و صافی
بڑے کامل ہیں شہرۂ آفاق / ہیں وہ ہر ایک علم کے مشتاق
ہیں وہ اولاد پاک آل نبی / ہے نجف کو شرف بذات علی
اور تخلص بھی ہے نجف اونکا / شعرگوئی کا ہے بڑا ملکا
ہوئے مہمان جو شاہ صاحب کے / شعرگوئی کے ہوگئے چرچے
ہوا خدمت میں جبکہ میں حاضر / خوش ہوئی میری خاطر فاتر
جب اوسے وہ بیان کیا مینے / ہوکے خوش خود لگے یہ فرمانے
ہے مناسب بہت کہ کچھ لکھو / یادگار اپنی اسجگہ چھوڑو
اتفاقی ہمارا ہے آنا / ہمکو بھی نظم کرکے دیکھلانا
عرض کی مینے مجھکو کیا ہے شعور / ہووے شامل اگرچہ فیض حضور

عذر بہ پیشگاہ سامعین و درخواست اصلاح از اوستادان لکھنؤ برای درستی و عیب پوشی

ساقیا دے مجھے تو وہ صہبا / کیف جس بادہ کا ہو ہوش ربا
مے پلا دے مجھے تو وہ ساقی / نہ رہے ہوش جس سے کچھ باقی
ہوکے بیہوش کچھ دکھاؤں مزا / کچھ ترنگ سخن اڑاؤں ذرا
تاکہ ہو کچھ دل احبا شاد / اس وسیلے سے مجھکو کہیں یاد

تیری وہ شان کبریائی ہی
عقل جسمین ہی تنگ آئی ہی

تو ہی لیلیٰ تہا اور تو ہی مجنون
تو ہی تہا قیس و ہی تہا مفتون

تو ہی شیرین تہا اور تو ہی فرہاد
تو ہی تہا تیشہ اور تو ہی جلاد

تو ہی عاشق ہی اور تو ہی معشوق
تو ہی خالق ہی اور تو ہی مخلوق

حسن پر اپنی آپ شیفتہ ہی
اپنی صورت پہ خود فریفتہ ہی

جسکو چاہی تو بامراد کری
جسکو تو چاہی شاد شاد کری

جسکو چاہی تو کر دی نام آور
کر دے ذری کو خسرو خاور

جوش پر آئی گر خم رحمت
موج زن ہوئی قلزم رحمت

دہوئی اعمال معصیتکاران
بخشی دم مین گناہ مکاران

تو جو چاہی تو ہی غفور رحیم
دور کر دی عذاب نار جحیم

جو کہ منظور ہی رشیدی بات
عرض کرنیں قاضی الحاجات

کر مناجات تو اوٹہا کر ہاتہ
باوضو اور صدق دل کی ساتہ

کچہ نہیں پیش کرنہ بہر قبول
کر توسل بہر رسل مقبول

نعت سرور کائنات مفخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفی رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم

ساقیا دی مجہے شراب طہور
نعت احمد کی دلکو ہی منظور

ماہ و خورشید سی لطیف ہو جام
ساقی حشر کا مین لونگا نام

دی مجہے جام ایسی صہبا کا
جوش ہو جس سی میری سودا کا

جان ارض و سما محمد ہی
پیشوای رسالت احمد ہی

سب سولونکا پیشوا وہ ہی
موجب فخر انبیا وہ ہی

شافع روز حشر پاک نبی
ہاشمی و قریشی مطلبی

موجب آفرینش خلقت
گوہر تاج عزت و حشمت

شافع خلق رحمت عالم
باعث عزت نبی آدم

خسرو ملک آسمان و زمین
لائق تاج عزت و تمکین

گو کہ امی تہی فخر موجودات
عالم علم کل ہی آپکی ذات

جامع ملت جدید و قدیم
رہنمای بشر خلیق و علیم

وہ مقدس ہی آستانکی زمین
جسکا حاجب ہی جبرئیل امین

سب نبی مانگتی تہی دل سی دعا
امت احمدی مین کر پیدا

کیونکہ یہ شافع جزا ہونگی
سب سولونکی مقتدا ہونگی

روز محشر کو انبیا سارے
نفسی نفسی کہینگی خالق سی

یہی فرمائینگی جناب نبی
ہی کہان مری امت عاصی

شب معراج سی یہ حال کہلا
ذات احمد ہی دیکہو ذات خدا

یہ فقط نور کبریائی ہی
دوئی اسمین نہین سمائی ہی

جسم نوری تہا آپکا بیشک
رخ روشن تہا رشک مہر فلک

نہین سایہ تہا جسم اطہر کا
نور حق جسم تہا پیمبر کا

آل کی نعت ہی کمال محال
وصف مین ہی زبان انسان لال

چار تہی رکن دولت دین کی
چار تہی قطب ثابت دین کی

ہین یہ احمد کی نور دیدۂ دین
حسن و فاطمہ علی و حسین

تیری روضہ کی ای شہ خاور
عرش اعلی سی ہی جگہ بہتر

بدلی گر جان کی ملی وہ خاک
طوطیا چشم کی بنی وہ خاک

دلمین ہی عشق دید روضۂ پاک
ہون تصدق صاحب لولاک

جلد دکہلا دی روضۂ عالی
جلد بلوا ای میری والی

آپکی ذات کا سہارا ہی
غم دوری نی مجہکو مارا ہی

دم اوبہتا ہی ہند سی میرا
دل ہوا ہی مدینہ پر شیدا

غرق دریای معصیت ہون مین
نفس سی تنگ نہایت ہون مین

جو گنا ہون مین مبتلا ہون مین
بندۂ نفس ہو گیا ہون مین

مجہکو بلوائی خدا کی لیی
روضۂ پاک کو دیکہا دیجی

جا کی پہر اوس سی مونہہ نہ موڑون مین
زندگی بہر نہ اوسکو چہوڑون مین

روک اپنی زبانکو تو ای دل
مدح احمد کی ہی بہت مشکل

تو سن خامہ کی اب روک لگام
نعت احمد نہین بشر کا کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے نمک پاش خم لالہ و گل
لذتِ درد نغمۂ بلبل

تو نے ہر شمع کو تجلی دی
او سپہ پروانہ کا جلایا جی

ہم مریضون کا تو مسیحا ہے
تن بیجان کو جان دیتا ہے

قابل بندگی ہے تو واللہ
تو ہی ہے لا الٰہ الا اللہ

چشم مین دل مین جان مین ہی تو
ہر جگہ ہر مکان مین ہی تو

نہین مقدور ذرہ ہل جاے
جب تلک حکم تو نہ فرمائے

توسن خامہ مین نہین ہی جان
ہو جو میدان حمد مین جولان

کیجیے کس زبان سے وصف صفات
وحدہ لا شریک ہی تیری ذات

نہ رہا تھا کوئی نہ ہوگا کوئی
ہی ازل سے ابد تلک تو ہی

تو ہی آخر ہے تو ہی اول ہے
تو ہی محصول تو ہی حاصل ہے

دیکھا جس سیر مین تو ہی تو ہے
خالی تجھ سے نہ اک سر مو ہے

تو ہی غفار عاصی مجبور
نام تیرا ہی ہے رحیم و غفور

اک ابابیل کر دے پیل ہلاک
کرے لشکر کو وہ ذلیل ہلاک

تازگی بخش روی گلرویان
تازگی بخش عارض خوبان

سرو کو تو نے راستی بخشی
قمریون کو بنا دیا قیدی

تو ہی باقی ہی اور سب فانی
ہی تری ذات پاک کب فانی

تو ہی بس قابل پرستش ہے
تو ہی بس حاصل پرستش ہے

آنکھ بس چاہیے کہ دیکھے تجھی
تو ہی چاہی تو کوئی پاے تجھی

تیری تعریف کس زبان سے کرون
تری توصیف کس زبان سے کرون

غیر ممکن ہے جو کوئی انسان
تیری تعریف مین نکالی زبان

عاجزون کا ہی تو ہی پشت پناہ
گمرہون کو دکھاتا ہی تو راہ

تو ہے مرہم نہ دل زخمی
اور بندہ نواز ہے تو ہی

ہی احد تیری ذات اور صمد
تو ہی ہے لم یلد و لم یولد

آرزو مند ہینگے سب تیرے
بے نیاز اک تو ہی رب میرے

حکم فرما جو ہو تو عالم مین
کچھ تعجب نہین جو یکدم مین

ذرہ کو چاہے آفتاب کرے
سر مغرور کو خراب کرے

Masnavi Dilawez

INDIAN INSTITUTE

بعون صانع مکین ومکان وفضل خلاق زمین وآسمان

مثنوی من تصنیف منشی رشید الدین احمد خان لکھنوی متخلص به رشید مدرس سلوں مسمی به

ضوابط الاشتیاق

معروف به

مثنوی دل آویز

از طبع انظار فیض آثار منبع الجود والاحسان جناب منشی خضر محمد خان صاحب زید الله اقبالهم

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مزین ومقبول جہان ہوئی

Maṣnawī-ē-dilāwez.

15. D. 3

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.